ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت
ملتان

رجب المرجب ۱۴۱۷ھ
دسمبر ۱۹۹۶ء
۱۲

امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
امیر المومنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ
(سیرت و سوانح، خدمات اور کارنامے)

احتساب و احتساب و احتساب
سید عطاء المحسن بخاری کا دلچسپ کالم

پاکستان کے وفادار اور غدار کون؟

احمدیت یا مرزائیت

پاکستان میں احرار کی مرزائیت سے پہلی ٹکر

تختۂ دار پر ایک مظلوم صحابی رسول کی لازوال قربانی

نصیب میں دیر

سیدنا معاذ بن جبل بڑے جلیل القدر صحابیٔ رسول ہیں۔ تاجدار مدینہ ﷺ نے آپ کی شخصیت کو چاند کی طرح منور کرنے کے لئے آپ کو ایسے لقب سے سرفراز فرمایا جو کسی دوسرے صحابی کے حصہ میں نہیں آیا۔ حضور پر نور ﷺ نے فرمایا۔

واعلمهم بالحلال و الحرام معاذ بن جبل رضی الله عنه

حلال و حرام کا علم جتنا علم معاذ بن جبل کو ہے (میرے صحابہ میں سے) کسی کو ان جیسا علم نہیں۔

یہی شخصیتِ عظمیٰ کانِ علم و عمل پرتَو نُور رسول ایک دن آنحضرت ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھے اور حضور اقدس ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں رحمتیں بانٹ رہے تھے، مگر سیدنا معاذ پر ابر کرم کچھ اس انداز سے برسا کہ عجم کے کور بصر آج تک اس پر حسد کرتے ہیں۔ لیکن...... "منہ پر ہی گرا جس نے بھی مہتاب پہ تھوکا" اور اگر دن کو بھی شپرہ چشم نہ دیکھے تو اس میں آفتاب کا کیا قصور؟

آقا نے اپنی رداء رحم و کرم، علم و فضل، نور و سرور اپنے غلام پر ڈال دی اور فرمایا:

یا معاذ (رضی الله عنه)	ان اردت عیش السعداء
اومیتة الشهداء	وا لنجاه یوم المحشر
والا من یوم الخوف	و النور یوم الظلمات
والظلّ یوم الحرور	والرّی یوم العطش
والوزن یوم نخفته	والهدیٰ یوم الضلالته

فادرس القران فانه ذکر الرحمٰن ،وحذ ز من الشیطن و رجحان فی المیزان

اے معاذ!

اگر خوش بختوں والی زندگی کا ارادہ ہے یا شہیدوں والی موت کا ارادہ ہے اور محشر کے دن نجات اور خوف کے دن امن کی خواہش ہے تاریکیوں والے دن میں روشنی (کی طلب ہے) تپش کی (شدت) کے روز سایہ (چاہتے ہو) پیاس کی (قہر سامانی) کے روز سیرابی (چاہتے ہو) اور بے وزنی کے دن وزن والے (ہونا چاہتے ہو) (جس دن راہ گم ہو جائیں گے) اس دن راستہ چاہتے ہو۔ تو درس قرآن (تدریس) دیا کرو کیونکہ یہ رحمٰن کا ذکر ہے۔ شیطان سے بچاؤ کا (واحد کاراستہ) ہے، اور میزان میں رجحان ہے۔

(رواه الدیلمی) بحواله نفحات الطیب من نداء الحبیب

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۷۵۵

رجب المرجب ۱۴۱۷ھ، دسمبر ۱۹۹۶ء جلد ۷، شمارہ ۱۲ قیمت/۱۲ روپے

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہٗ

مجلسِ ادارت

رئیس التحریر: سید عطاء المحسن بخاری

مدیر مسئول: سید محمد کفیل بخاری

رُفقاءِ فکر

مولانا محمد عبدالحق مدظلہٗ
حکیم محمود احمد ظفر مدظلہٗ
ذوالکفل بخاری ۰ قمر الحسنین
شمس الاسلام بہاری ۰ ابوسفیان تائب
محمد عمر فاروق ۰ عبداللطیف خالد
خادم حسین سید خالد مسعود

زرِ تعاون سالانہ

اندرونِ ملک /۱۲۰ روپے ۔ بیرونِ ملک /۱۰۰۰ روپے پاکستانی

رابطہ

دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان۔ فون: ۵۱۱۹۶۱

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

ناشر: سید محمد کفیل بخاری، طابع: تشکیل احمد اختر، مطبع: تشکیل نو پرنٹرز، مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم ملتان

آئینہ

اداریہ:	دل کی بات	مدیر	۳
قلم برداشتہ:	احتساب و احتساب و احتساب	سید عطاء المحسن بخاری	۵
" " " " ":	دانشور یا دان شور	سید عطاء المحسن بخاری	۷
کہکشاں:	تختۂ دار پر	حکیم محمود احمد ظفر	۹
سیرت و سوانح:	امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	مولانا محمد مغیرہ	۱۱
" " " " ":	امیر المومنین سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم	محمد حنیف ساجد	۲۰
ردِ مرزائیت:	احمدیت یا مرزائیت	محمد خالد کشمیری	۲۵
" " " " ":	قادیانی ووٹ کا اندراج اور اسکا انجام	فیض محمد فیض	۳۰
" " " " ":	امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا مشہور مقدمہ اور سیشن جج گورداس پور کی عدالت میں اپیل	ڈاکٹر سبطین لکھنوی	۳۳
" " " " ":	پاکستان کے وفادار اور غدار کون؟	سید کاشف گیلانی	۳۸
" " " " ":	احرار کی پاکستان میں مرزائیت سے پہلی ٹکر	محمد یعقوب اختر، شیخ عبدالمجید	۴۱
طنز و مزاح:	زبان میری ہے بات ان کی	ساغر اقبالی	۴۷
ترحیم:	مسافرانِ عدم	ادارہ	۵۰
حسنِ انتقاد:	تبصرۂ کتب	ادارہ	۵۲
شاعری:	ساقی (نظم)	حضرت سید ابوذر بخاری	۵۸
" " " " ":	غزل	سید عطاء المحسن	۵۹
" " " " ":	مولانا، بوجھو تو جانیں (نظمیں)	سید کاشف گیلانی	۶۰

نگران وزیرِ اعظم ملک معراج خالد نے ایک بیان میں کہا ہے "دس ہزار کرپٹ افراد کی فہرست ہمارے پاس موجود ہے۔ مگر ۹۰ دن میں ان سب کا احتساب مشکل ہے"

وزیر اعظم کی دوسری بات سے ہم اتفاق نہیں کرتے۔ اگر حکومت احتساب کرنے میں واقعی سنجیدہ ہے تو اب بھی دو ماہ باقی ہیں اور احتساب کے لئے یہ بڑا وقت ہے۔ مگر قرائن و شواہد سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ نگران حکومت اپنے "پسندیدہ" افراد کے احتساب تک ہی محدود رہنا چاہتی ہے۔ نگران حکمران بعض کو حکومت میں شامل کر کے اور بعض کو باہر رکھ کر احتساب کا عمل جاری رکھنا چاہتے ہیں۔

مثلاً ممتاز بھٹو جو سندھ کے بے شمار تھانوں میں پولیس کو مطلوب ہیں۔ ان پر بغاوت کا الزام بھی ہے اور وہ اشتہاری ملزم بھی ہیں مگر انہیں سندھ کا نگران وزیر اعلیٰ مقرر کیا گیا۔ طارق رحیم صاحب کی شہرت بھی "اچھی" ہے۔ معین قریشی کے احتسابی عمل میں ان کا نام نادہندگان میں شامل تھا۔ کنور ادریس، سندھ کے کٹر اور سکہ بند خاندانی قادیانی ہیں۔ انہیں سندھ کی نگران کابینہ میں وزیر بنا دیا گیا ہے۔ نواز شریف کے عہدِ اقتدار میں بھی انہیں سندھ میں اہم عہدہ پر فائز کیا گیا تھا۔ تب بھی مسلمانوں نے اس پر احتجاج کیا اور آج بھی سراپا احتجاج ہیں۔

ایسی مثالیں بڑی اور چھوٹی سطح پر اور بھی موجود ہیں۔ جناب صدر مملکت فاروق احمد خاں لغاری نے ایک بہت اچھا کام کیا جو زرداری حکومت کو چلتا کیا مگر...... احتساب کے بغیر انتخاب؟ وہی ملزم وہی محتسب؟ یا للعجب....! یہ کیا ماجرا ہے؟

ادھر سیاست دانوں کی یہ حالت ہے کہ وہ انتخاب کے بغیر زندگی کا تصور ہی نہیں کرتے۔ بے نظیر اور نواز شریف دونوں انتخاب پر متفق ہیں۔ نوابزادہ نصراللہ خاں کا کہنا ہے کہ انتخاب سے پہلے احتساب جمہوری نظام کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہے۔ بے نظیر کہتی ہے کہ میری دعا ہے نواز شریف بنیاد پرستوں سے نہ ملیں اور سسٹم بچائیں۔ نواز شریف کہتے ہیں احتساب ہو چکا ہے۔ اب انتخاب ہونا چاہیئے۔ نواز شریف انتخابات کے لئے اتنے بے تاب ہیں کہ فوراً انتخابی منشور پیش کر دیا اور مسلم لیگ کو اقتدار ملنے کی خوشخبریاں بھی سنا رہے ہیں۔

سیاستدانوں کے بیانات اور اعمال کی روشنی میں ایک بات تو بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ یہ لوگ آپس میں شدید ترین اختلافات کے باوجود "سسٹم" کو بچانے پر متفق ہیں۔ یعنی "جمہوریت" کو بچانے کے لئے ایک ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ یہ سسٹم بدمعاش ہے۔ اس نظام میں جو آئے گا خوب ہاتھ صاف کرے گا۔ آج تک ہمارے ملک میں تو یہی کچھ ہوتا آیا ہے۔ ویسے بھی بدعنوان اور لٹیرے صرف اسی نظام میں پناہ گیر ہو سکتے ہیں۔ سیاست دانوں کی بقا اسی نظام کی بقا میں ہے..... خواہ کوئی بھی اقتدار میں آ جائے باری

بدلے گی، افراد بدلیں گے۔ مگر "کھانے پینے کا نظام" تو سب کا چلتا رہے گا...... اور "کھاؤ پیو پارٹی" اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے سرگرم رہے گی۔

جنابِ صدر مملکت! جس طرح آپ نے اپنے آئینی اختیارات استعمال کرتے ہوئے پیپلز پارٹی کی حکومت کو چلتا کیا ہے اسی طرح اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے پاکستان میں احتساب کا عمل شروع کرائیں۔ قوم انتخاب نہیں صرف احتساب چاہتی ہے۔ اور جنابِ صدر! یہ قومی مجرموں کو نگران حکومت میں اعلیٰ عہدوں پر فائز کرنا کوئی دانشمندی نہیں۔ اس اقدام سے حکومت پر عوام کا اعتماد مجروح ہوا ہے۔ اور مقاصد مشکوک ہوئے ہیں۔ ان لوگوں کو حکومت سے الگ کیجئے اور پوری قوت سے احتساب کیجئے۔ وزیر اعظم ملک معراج خالد نے جن دس ہزار افراد کی فہرست کی نشاندہی کی ہے کم از کم انہیں ہی پکڑ لیں تو ملک کی معیشت بہتر ہو جائے گی۔

جناب قاضی حسین احمد اور دیگر مذہبی جماعتوں کو، معلوم نہیں انتخاب میں کیا فائدہ نظر آرہا ہے۔ کیا ان کی حالت سابقہ انتخاب کے مقابلہ میں زیادہ بہتر ہے۔ ادھر ڈیرہ اسمٰعیل خان میں جو "نویدِ مسرت" سنی گئی ہے اس سے قاضی صاحب کو تو کان ہو گئے ہوں گے، دیگر دینی جماعتوں کو بھی چوکنا رہنا چاہیئے کہ ان کا انتخاب کا شوق پورا کرنے کے لئے "جمہوریت زادوں" نے اب کے اور بہتر انتظام کر لیا ہے۔

....

نمائندہ نقیب

حضرت مولانا شیر علی صاحب دارِ بنی ہاشم میں

افغانستان کی "طالبان تحریک" کے سرپرست حضرت مولانا شیر علی مدظلہ ۲۲ نومبر ۱۹۹۶ء بروز جمعہ صبح دارِ بنی ہاشم ملتان میں تشریف لائے۔ آپ ایک جید عالم دین ہیں، ایک عرصہ دارالعلوم حقانیہ (اکوڑہ خٹک) میں استاذ رہے۔ دارالعلوم حقانیہ میں حضرت امیر شریعت کی ۱۹۵۲ء کی معرکہ آراء تقریر آپ ہی نے قلم بند فرمائی تھی۔ مولانا مدظلہ ایک طویل عرصہ سعودی عرب میں تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آجکل کراچی میں قیام پذیر ہیں۔

وہ کچھ دیر دارِ بنی ہاشم میں ٹھہرے۔ مدیر نقیب ختم نبوت سید محمد کفیل بخاری، سید محمد ذوالکفل بخاری سے آپ نے افغانستان کی تازہ ترین صورتِ حال پر تبادلہ خیال کیا۔

قلم برداشتہ | سید عطاءالمحسن بخاری

احتساب واحتساب واحتساب!

دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ادیان، دھرم، مذاہب اور سلوک کے شعبے، خواہ اصلی حالت میں ہیں یا مسخ شکلوں میں......... تمام کے تمام، اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اعمال چاہے اچھے ہوں چاہے برے، ان کا حساب بہر حال ہوگا۔ یہاں بھی وہاں بھی ۔ یعنی اس جسمانی دنیا میں بھی اور اس جہان میں بھی جسے اسلام "برزخ" کہتا ہے اور، یوم حساب میں بھی جسے قیامت کا دن، یوم الآزفہ، یومُ النشور اور محشر کا دن کہا، لکھا اور پڑھا جاتا ہے، اور قرآن حکیم میں سب سے پہلا اور بڑا تعارف اس دن کا آخرت کے نام سے کرایا گیا ہے ۔ حکمرانوں کے لئے تو ساری امت سے ہٹ کے ایک نیا احتسابی لفظ اللہ کے رسول ﷺ نے عطا فرمایا کہ " یہ اقتدار، دنیا میں تو ایک امانت ہے اور آخرت میں رسوائی اور ندامت ہے " اب جو حکمران اقتدار جیسی اعلیٰ امانت کی حفاظت نہیں کرتا بلکہ اس امانت میں خیانت کا ارتکاب کرتا ہے، اپنا فرض منصبی ادا کرنے میں ناکام رہتا ہے۔ اپنے اعصاب اور خواہشات پر قابو نہیں رکھتا، جائز خواہشات تو ایک طرف بری خواہشات، بری عادات، بری رسومات، خرافات و بدعات کے پیچھے دوڑتے دوڑتے بگٹٹ اور بے لگام ہو جاتا ہے۔ وہ صرف امانت میں خیانت کا مرتکب نہیں ہوا بلکہ خباثت و خساست اور ابلیسیت کی اونچی اونچی تاریک اور بھیانک دیواریں چنتا رہا ہے، اسکو خود ہی رسوائی و ندامت کا یقین رکھنا چاہیئے۔ چہ جائیکہ کروڑوں آدمی اسکی رسوائی کے تمنائی ہوں ۔ گلیاں، بازار، ہوٹل، قہوہ خانے، تانگہ، موٹر ویگن سٹینڈ، بسوں کے اڈے .... غرضیکہ ان گنت جگہوں پر جن حکمرانوں کی حکمرانی کے اذیت ناک ایام کا لہو رنگ ذکر بد ہوتا ہو، ان کے احتساب میں سستی کا مظاہرہ، یا مہلت و التواء کا خیال یقیناً نامردی ہے اور نامردوں کو "نگران" تو کیا "کفران" بھی پسند نہیں کرتا بلکہ "طغیان" بھی ان سے نفرین کرتا ہے۔ ہاں "شیطان" بغلیں بجاتا ہے۔ اور "لقتان" کی طرف ان کے ابھرنے ڈوبنے کی راہیں ہموار کرتا ہے۔ وہ عوام جو صرف کالانعام بلکہ مایوس و بدحواس و مخبوط الحواس ہیں، وہ چند نیم عریاں ڈائنوں اور چڑیلوں کے ثقافتی قافلے کے ہمراہ ذلت سے عزت تک کے سفر کا آغاز کرنا چاہتے ہیں حالانکہ اس قافلے میں شامل سب کے سب "متنبّی" اور "امراء القیس"......... ڈریکولا کے قبیلہ قتیلہ سے نسبتی اور نسبی تعلق رکھتے ہیں اور زمانہ انکی اس "نجیب الطرفینی" پر شاہد ہے۔ ان کا احتساب ایک بہت ہی فطری مطالبہ ہے۔ انہیں اس موقعہ پر جھوٹ دینا ان کے "ہتھ چھٹ" ہونے کے لئے سند فراہم کرنا ہے۔ ان کے رُخِ تاریک سے پھوٹنے والی سیاہیاں، ظلمتیں اور تاریکیاں تصورات کو دھندلا اور خیالات کو گہنا رہی ہیں ۔ ملک میں رونما ہونے والی انارکی کی چغلی کھا رہی ہیں۔ پیپلز پارٹی دو حصوں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ ایک بے نظیر پارٹی اور دوسری نظریاتی پیپلز پارٹی ۔ ہمیں ان دونوں سے خیر کی کوئی امید نہیں ہے۔ ان دونوں کا احتساب

بہت ضروری ہے۔ ان دونوں نے سیکڑوں خونیں پنجوں کے ذریعے عوام کا خون چوسا ہے۔ قومی خزانہ لوٹا ہے۔ غریبوں، بے نواؤں اور بے آسرا "سیاست زدگان" کے نام پر بیرونی امداد ہڑپ کی ہے۔ بد ہضمی کی دوائیں کھاتے کھاتے قرضوں کی مد میں سترہ ارب روپے ہضم کرلیئے ہیں۔ بجلی، سوئی گیس، ٹیلی فون کے بل ان موذیوں نے ادا نہیں کیئے اور "طویلے کی بلا بندر کے سر" کے مصداق بدحواس عوام کو ان کے کیئے دھرے کی سزا مل رہی ہے۔ ان کے گھروں کے سٹور، اشیائے خوردنی سے بھرے پڑے ہیں اور بازار میں لوگ "دو نمبر" اور کھوٹی اشیائے ضرورت خرید رہے ہیں اور سیٹھ عابد قسم کے تجار ضرار اپنی توندیں بڑھا کر ہر مارکیٹ میں قابض ہورہے ہیں۔ مبتلایان حرص و آزنے، خدا، رسول، کعبہ، قرآن، مولوی، پیر اور جنت کو بھی منفی معانی کا لباس پہنا دیا ہے۔ قوالی، ناچ، گانا بجانا، سماع و غناء کے نامِ بدنام سے نجات کا سلسلہ قائم کردیا گیا ہے۔ اور وہ کونسا حسن، کونسی خوبی ہے جس کا مہتاب نہ گہنا گیا ہو؟

یہ سب ان خون آشام سرمایہ داروں اور وحشی جاگیرداروں کی کارستانیاں ہیں۔ یہ ابلیس صفت، خبیث و دُوں ہمت کج نہاد، بدقماش، سیاست کے فرزندانِ ناہموار، ۴۹ برس سے یہی لچھن دکھا رہے ہیں۔ اب تو حد ہو گئی ہے۔ اب تو ان کا احتساب ہونا ازبس ناگزیر ہے

یااللہ کوئی حجاج بن یوسف ہی ان پر مسلط فرما۔ جو ہماری گردنوں سے طوق غلامی اتار پھینکے، روحیں خور سند ہوں اور آمین آمین پکارتی تیری بارگاہ میں سجدۂ شکر ادا کرتی ہمیشہ کے لئے جبیں ہائے نیاز مندی، دہلیزِ "بیت المعمور" کی زینت بنادیں۔

نمائندوں کی ضرورت

پندرہ روزہ "صدائے قلم" لاہور

کے لئے مختلف شہروں اور دیہاتوں سے نامہ نگاروں اور ڈسٹرکٹ رپورٹروں کی اشد ضرورت ہے۔ فوری جوابی لفافہ ارسال کرکے رابطہ کریں۔

رابطہ: مرزا اختر بیگ، گڈ لک فلم کارپوریشن، ۲۔ بی، گابا مینشن رائل پارک، لاہور۔ فون 6366377

سید عطاء المحسن بخاری

قلم برداشتہ

دانشور یا دان شور

میرے مہربان معروف ادیب و شاعر پروفیسر اسلم انصاری، ادبی مجلّے "اشارت" میں شامل اپنے ایک تازہ مقالے میں، "دانشور" کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔ دانش ور تعقل و تفکر کی خاصیتوں کا پیکر ہوتا ہے

دانش ور، تعقل و تفکر کی بنیاد پر تضادات و تناقضات کی فہم چاہتا ہے

دانش ور فلسفی اور سائنس دان بھی ہو سکتا ہے-- بلکہ عموماً وہ

سائنس اور فلسفے کے مابین ایک نقطۂ اتصال پر ہوتا ہے

دانش ور زندگی کے اَن کہے بھیدوں کو جانتا اور اَن سنی باتوں کو سمجھتا ہے

دانش ور کسی حد تک تخلیق کار بھی ہوتا ہے۔

دانش ور عموماً کسی خاص نظام فکر کے ماتحت سوچتا ہے، آج کے دانش ور کی تعقل پسندی بالعموم یا تو لبرل ازم پر مبنی ہے یا مارکسیت اور مادی جدلیت پر!

اسلم انصاری، ذی علم آدمی ہیں۔ ان کے مطالعہ کی وسعت، گیرائی اور گہرائی ان کی علمی گفتگو، ان کا لب ولہجہ، ان کا اسلوب نگارش، ان کی تراکیب، انتخاب الفاظ اور موضوع پر گرفت انہی کا خاصہ ہے۔ بہت کم لوگ اس طرح خوبیوں کا مجموعہ ہوتے ہیں۔ مگر دانش وروں کا جو تشخص انہوں نے ابھارا ہے وہ کم از کم اس عہدِ زبوں میں تو شاذ ہے اور عربی کا محاورہ ہے "الشاذ کالمعدوم" (جو شاذ و نادر ہو وہ نہ ہونے کے برابر ہے) یا اہل فارس کہتے ہیں..... "باید و شاید" اور پنجابی میں کہا جاتا ہے..... وِرلا وِرلا، ٹانواں، ٹانواں"۔ ورنہ تو، ہماری باسی کڑھی جیسی قومی زندگی میں اکثر و بیشتر دانشوری کو اُبال آتا رہتا ہے اور بہت سے دانشور ابھرتے ڈوبتے رہتے ہیں۔ بلکہ ایسے دانشور "چھولے پٹھیوں" کی طرح ہوٹلوں میں بکھرے بکھرے، بال بکھرائے عام چلتے ہیں جو ایک خاص نظام فکر کی پیداوار ہیں اور اسی نظام فکر کے حوالے سے سوچتے، کہتے اور لکھتے ہیں۔ میری دانست میں وہ نظام فکر جس نے ایسا سستا "دان شور" پیدا کیا ہے۔ صرف ایک ہے۔ یعنی "آوارہ خیالی"! جہاں تک لبرل ازم اور مارکیست یا مادی جدلیت کی بات ہے تو ہمارے یہاں کی دانشوری میں..... اصل میں دونوں ایک ہیں! ہماری آج کل کی دانشوری جس نظام فکر کی اسیر و اجیر ہے، اس میں "روشن خیالی" اور "آزاد خیالی" کے نام پر ہمارے پاکستانی "دان شور" خیال کے خنگ بے لگام کو اسپ تازی جانتے ہوئے ہر پیشے میں سرپٹ دوڑاتے ہوئے نظر آتے ہیں اور اپنے جہل مرکب کو علم و آگہی، فہم و فراست، روشنی و راستی سمجھتے سمجھاتے اور "کودکِ ناداں" کو اسکا صیدِ زبوں بناتے ہیں۔ آج کے آزاد خیال، روشن خیال اور

تاریکِ دماغ "دان شور" جہاں تہاں محفلیں برپاتے اور میرِ محفل بنتے ہیں تو ہمیشہ ہی کتھا، بھاشنے لگتے ہیں کہ "مولوی مذہب کی جس تعبیر پر اڑا ہوا ہے وہ نہ صرف یہ کہ طرز کہن ہے بلکہ حد درجہ کی پسماندہ اور بیک ورلڈ سوچ ہے۔ اس دور میں تو تمام شعبہ ہائے زندگی کے فنڈامینٹلز چینج ہو چکے ہیں۔ سماج میں پھیلتے ہوئے زندگی کے نئے رنگ ڈھنگ دیکھئے، آنے والے دور کی بشری حسیات نگاہ میں لائیے اور پھر اس ٹکڑ گدا مولوی کا نیگیٹو رول بھی دیکھئے۔ آپ غور کریں اور مشاہدہ کریں۔ جناب! یہ کمپیوٹر ایج ہے۔ اور ڈش انٹینا کا دور ہے۔ صحافت، آج کے دور میں صنعت ہے۔ تجارت کا اب یہ حال ہے کہ پاکستان میں بیٹھ کر، شماریات و اطلاعات کی بنیاد پر کروڑوں اربوں کا لین دین بیرون ملک میں طے پا جاتا ہے۔

زبان و ادب میں اور اصناف سخن میں ایسی بنیادی تبدیلیاں آگئی ہیں جن کے بغیر کوئی آدمی چل نہیں سکتا۔ مثلاً شاعری میں وہ پرانا سسٹم..... بحر، قافیہ، ردیف، مفاعیلن فاعل، فاعلات وغیرہ سب قصۂ ماضی ہو چکا ہے۔ اب تو آزاد اور نثری نظم کا اور ھائیکو کا دور ہے۔

اسی طرح اخلاقیات کا وہ پرانا اور فرسودہ تصور دم توڑ گیا ہے۔ عورت میں "میل شاوزم" کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ اور شعور آگیا ہے۔ اب مرد کو لیڈیز اینڈ جنٹلمین کہنا ہوگا "لیڈیز فسٹ" ماننا ہوگا۔ عورت مرد کے آزادانہ اور بے حجابانہ میل ملاقات پر عائد کی گئی ناروا پابندیاں بے اثر اور بے معنیٰ ہونے کو ہیں۔ اس روشن خیالی کے زمانہ میں جہالت اور تاریکی کے زمانہ کی ہر روایت دم توڑ رہی ہے۔ آج کے دور میں تو عورت مسکراتی آنکھوں کے ساتھ قہقہوں کی برکھا برساتی ایک زبردست تفریح مہیا کرتی ہے، حسن بکھیرتی ہے۔ فضا کو جمال آگیں کر دیتی ہے۔ چونکہ تفریح کے بنیادی عناصر تبدیل ہوگئے ہیں لہٰذا عورت کی ترجیحات تبدیل ہو چکی ہیں۔ اب پردہ کا وہ تصور نہیں جو ملّاازم نے سماج میں متعارف کرایا اور نصف بہتر کو کباڑ خانے کا مال بنا دیا۔ اسی تشدّد اور دباؤ کے خلاف عورت نے اس فرسودہ نظام سے بغاوت کر دی ہے۔ اب گھریلو عورت کا تصور یہ ہے کہ وہ سوشل لائف بھی انجوائے کرے۔ عورت کام کرنے اور بچے جننے کی مشین نہیں ہے۔ اب ہر کام کی الگ مشین ملتی ہے۔ اب گرہستن کا تصوّر بدل گیا ہے۔

سماج میں، رویّوں میں اور فکر و عمل میں تبدیلی لانا انسان کا بنیادی حق ہے۔ مذہبی رویّے بھی ہم سے متعلق ہیں اور ہم ان تبدیلیوں کا مکمل حق رکھتے ہیں۔ یہی "روشن خیالی ہے"

قارئین کرام! روشن خیالی اور دانش وری کے نام پر یہ سب کچھ اس پاکستان میں کہا اور لکھا جا رہا ہے جس پاکستان کا مطلب لاالٰہ الااللہ بتلایا اور جتلایا جاتا ہے۔ میں پوچھتا ہوں،

انہی اعمال و افکار کا نام لاالٰہ الااللہ ہے؟ کیا ایسے لوگ پاکستان میں اسلام کی حکومت بنائیں گے؟

اور کیا ایسے فاسق و فاجر، ملحد و زندیق لوگوں کا اقتدار میں آجانا اسلامی حکومت کا مترادف ہے؟

بقیہ ص ۱۹ پر دیکھیں

تختۂ دار پر

موسم گرما کا سورج آگ برساتا ہوا مکہ کی پہاڑیوں کے پیچھے شام سیاہ قبا کو لالہ کے پھول مار رہا تھا جس سے مشرقی افق پر سیاہی نمودار ہو رہی تھی۔ اونٹوں اور بھیڑ بکریوں کے گلے صحرا کی ہریالی سے اپنا پیٹ بھر کر واپس لوٹ رہے تھے۔ دن بھر کی تھکی ماندی مخلوق رات کی پر سکون آغوش میں پناہ لینے لگی تھی کہ اچانک مکہ کے گلی کوچوں میں منادی کی آواز بلند ہوئی۔ وہ کہہ رہا تھا..................

"لوگو! کل صبح تنعیم کے وسیع و عریض میدان میں صحابی خبیبؓ کو سولی دی جائے گی۔"

منادی کے اعلان کو سن کر مکہ کے ہر گھر میں خبیب کا تذکرہ ہونے لگا۔ خبیب عدی کے بیٹے، مدینہ کے قبیلہ اوس کے چشم و چراغ، ایمان و خلوص اور صبر و عزیمت کے پیکر بلکہ کوہ گراں، رسول اللہ ﷺ کے سرفروش صحابی، بنولحیان کی درخواست پر سرکار دو عالم ﷺ نے انہیں دین کی دعوت کے لئے دوسرے صحابہ کرام کے ساتھ بھیجا، لیکن ایک سازش کے تحت مقام رجیع پر انہیں دھوکے سے گرفتار کر لیا گیا اور مکہ میں حارث بن عامر بن نوفل کے لڑکوں کے ہاتھ فروخت کر دیا گیا۔ حارث بدر کی جنگ میں خبیب کے ہاتھوں مارا گیا تھا اور اب اس کے بیٹے انہیں خرید کر اور سولی دے کر اپنی آتش انتقام کو بجھانا چاہتے تھے۔

بدر کی جنگ کا نقصان مکہ والوں کے لئے ناقابل تلافی تھا۔ ان کے بڑے بڑے جرنیل اور اساطین ابوجہل، عتبہ اور ولید وغیرہ مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے تھے۔ اس نقصان کی یاد انہیں بے چین کر دیتی۔ ہر آنکھ اشکبار اور زبان نالہ و شیون پر آمادہ ہو جاتی، لہٰذا منادی کی یہ آواز سن کر ہر شخص خبیب کو سولی پر تڑپتا دیکھنے کے لئے بے قرار ہو گیا اور ارادہ کر لیا کہ صبح ہو، اس منظر کو ضرور دیکھے گا۔

صبح سورج نے افق مشرق سے ابھی سر نکالا ہی تھا کہ مکہ کے لوگ تنعیم کے میدان میں اکٹھا ہونے شروع ہو گئے۔ مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے اور جوان کوئی بھی پیچھے نہ رہنا چاہتا تھا۔ میدان میں نوجوانوں کی ٹولیاں رقصِ مسرت کرتی پھرتی تھیں اور عورتیں خوشی کے گیت گا رہی تھیں۔

عین وقت پر خبیب کو مقتل میں لایا گیا تو مجمع پر ایک سناٹا سا چھا گیا۔ خبیب کی شان اس وقت قابل دید تھی۔ پیروں میں بیڑیاں، ہاتھ پیچھے بندھے ہوئے، چہرے پر بجائے پریشانی کے ایک دل آویز مسکراہٹ اور آنکھوں میں ایک عجیب دل میں کھب جانے والی نورانی اور ایمانی چمک۔ وہ سر اٹھائے بڑی شان اور باوقار چال سے مقتل میں تشریف لائے۔

سولی کا پھندا ایک درخت کے ساتھ لٹکایا گیا تھا۔ خبیب کی نورانی آنکھوں نے پہلے تو اس پھندے کو چوما اور پھر وہ ہجوم پر مرکوز ہو گئیں۔ سولی دینے والے سولی دینے کے لئے آگے بڑھے تو ان کا چہرہ اور چمک

اٹھا۔ پھر فرمایا:

"ذرا ٹھہرو مجھے دو رکعت نماز پڑھ لینے دو۔ میں جان جانِ آفریں کے سپرد کرنے سے پہلے اس کے حضور میں آخری بار سجدہ ریز ہونا چاہتا ہوں"

اجازت دے دی گئی۔ ہاتھ کھول دیئے گئے۔ خبیب نے قبلہ رو ہو کر دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر سلام پھیر کر کہا:

"جی تو چاہتا تھا کہ ان رکعتوں کو لمبا کروں۔ پھر خیال آیا کہ کہیں تم یہ نہ سمجھو کہ موت سے ڈر گیا ہوں"

پھر کھڑے ہوئے۔ سولی دینے والوں نے پہلے کی طرح ان کی مشکیں کس دیں۔ یہ مردانہ وار سولی کی طرف بڑھے۔ ان کی زبان پر یہ شعر جاری تھے۔

وذالک فی ذات الالہ وان یشاء
مبارک علی اوثال شلو ممزعی
ولست ابالی حین اقتل مسلماً
علی ایّ جنب کان للہ مصرعی

یعنی یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہو رہا ہے۔ وہ اگر چاہے تو جسم کے پارہ پارہ میں برکت ڈال دے۔ جب میں ایک مسلمان کی موت مر رہا ہوں تو مجھے اس بات کی کیا فکر ہے کہ میں کس پہلو پر قتل کیا جاتا ہوں۔ سولی کا پھندا جب خبیب کی گردن میں ڈال دیا گیا اور تختۂ دار پر جھولنے لگے تو دشمنوں کی آتش انتقام اس سے بھی نہ بجھی اور انہوں نے نیزے مار مار کر اس کا جسم چھلنی کر دیا۔

مقتل میں سناٹا اور گہرا ہو گیا۔

خبیب کسی گھبراہٹ اور اضطراب کے بغیر اپنے رب سے جا ملے۔ ان کا چہرہ قبلہ کی طرف تھا۔ ان کے چہرے کو قبلہ سے پھیرنے کی بہت کوشش کی گئی لیکن وہ سب سے کٹ کر ایک اللہ کا ہو رہا تھا۔ ان کا رخ دوسری طرف کون پھیر سکتا تھا؟

خبیب پہلے شہید تھے۔ جنہوں نے سولی پر جان دی۔ ان کی موت ایک باوقار موت تھی۔ شہید کی موت، جو مر کر بھی زندہ رہتا ہے۔ ان کی وجہ سے سولی پر چڑھنے سے پہلے دو رکعت پڑھنے کی سنت زندۂ جاوید ہو گئی۔ رضی اللہ عنہ ورضوا عنہ

★★★

امیر المومنین خلیفہ بلا فصل رسول ﷺ سیدنا ابوبکر صدیقؓ

سب سے پہلے مبلغ اسلام، قبول اسلام، تبلیغی مساعی اور محبت رسول کا مختصر تذکرہ

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی عبداللہ، لقب صدیق و عتیق اور کنیت ابوبکر ہے۔والد محترم کا نام نامی عثمان، کنیت ابوقحافہ۔ والدہ کا اسم گرامی سلمی بنت صخر، کنیت ام الخیر سے زیادہ مشہور تھیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ واقعہ فیل سے اڑھائی سال بعد پیدا ہوئے۔ نہایت حسین و جمیل اور مکہ کے مشہور اور بڑے سوداگر تھے۔ عہد جاہلیت میں بنو تیم کے رئیس ہونے کی وجہ سے خون بہا اور جرمانے کے مقدمات کے فیصلے ابوبکر ہی کیا کرتے تھے۔ اور قریش کے بڑے لوگوں میں ان کا شمار تھا۔ تمام اہم امور میں ان سے مشورہ لیا جاتا تھا۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ جاہلیت میں بھی دوستانہ تھا۔ آقائے دوجہاں ﷺ نے جونہی دین اسلام کی دعوت کو ابوبکر کے سامنے پیش کیا ابوبکرؓ نے اسی وقت بلاتامل قبول کرلیا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے خود ارشاد فرمایا کہ میں نے جس کسی پر اسلام کو پیش کیا وہ اسلام قبول کرنے میں کچھ نہ کچھ ضرور جھجکے مگر ابوبکر نے اسلام قبول کرنے میں ذرہ بھی توقف نہیں کیا۔ جس کی وجہ یہ تھی جس کو حضرت کعبؓ نے ذکر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں ابوبکر کے اسلام لانے کا ابتدائی محرک ایک خواب تھا جو انہوں نے بغرض تجارت شام گئے ہوئے دیکھا۔ جس کی تعبیر کے لئے بحیرا راہب کے پاس گئے۔ خواب بیان کیا تو بحیرا نے تعبیر دینے سے پہلے پوچھا تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ حضرت ابوبکر نے کہا مکہ میں رہنے والا ہوں۔ پھر پوچھا کس خاندان سے ہو؟ ابوبکر نے کہا قریش سے۔ پھر پوچھا تمہارا پیشہ کیا ہے؟ کہنے لگے تاجر ہوں۔ یہ سب باتیں سن کر راہب نے کہا کہ اللہ نے تمہیں سچا خواب دکھایا ہے۔ ایک عظیم الشان رسول تمہاری قوم میں مبعوث ہونگے۔ تم انکی زندگی میں وزیر اور انکی وفات کے بعد انکے خلیفہ ہونگے۔ مگر اس خواب کا تذکرہ انہوں نے اس وقت کسی سے نہیں کیا۔

دوسری وجہ : ایک دفعہ سیدنا ابوبکر صدیق صحن کعبہ میں کھڑے تھے۔ اتنے میں امیہ بن صلت شاعر جو جاہلیت کے دور میں موحدانہ نظمیں پڑھا کرتا تھا کعبہ میں آیا اور ابوبکر سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "جس نبی ﷺ کی آمد کا انتظار ہورہا ہے وہ ہم میں یعنی طائف میں مبعوث ہونگے یا تم قریش میں؟ حضرت ابوبکر نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔ اس کے بعد اس کا جواب پوچھنے کے لئے ورقہ بن نوفل کے پاس گئے اور امیہ بن صلت کے اس سوال کا ان سے ذکر کیا۔ ورقہ بن نوفل نے کہا: " بھائی مجھے علوم سماوی پر عبور حاصل ہے۔ جس نبی کی آمد کا انتظار

کیا جارہا ہے وہ وسط عرب کے ایک خاندان سے ظاہر ہوگا اور چونکہ میں علم الانساب کا بھی ماہر ہوں اس بناء پر کہتا ہوں کہ تمہاری قوم قریش نسب کے لحاظ سے وسط عرب ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ تمہارے اندر یعنی قریش سے ظاہر ہوگا۔

تیسری وجہ: مولانا ابو القاسم رفیق دلاوری مرحوم نے اپنی شہرہ آفاق کتاب سیرت کبریٰ میں ایک تیسری وجہ بھی لکھی ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ "ایک چاند جو مکہ پر نازل ہو کر مختلف اجزاء میں تقسیم ہو گیا اور اسکا ایک ایک ٹکڑا ایک ایک گھر میں داخل ہو گیا اور پھر کیا دیکھتے ہیں کہ وہ تمام اجزاء اکٹھے ہوئے اور چاند انکی گود میں آ گیا"۔ اسکی تعبیر کے لئے وہ ایک کتابی معبر کے پاس گئے۔ اس سے خواب بیان کیا۔ معبر نے یہ تعبیر دی کہ تم اس آخر الزمان نبی و رسول ﷺ کی پیروی کرو گے۔ جس کا انتظار کیا جارہا ہے۔ اور اس کے تابداروں میں سب سے افضل و اشرف ہو گے۔ سیدنا ابوبکر صدیق پہلے ہی اور لوگوں کی طرح منتظر تھے مگر اس تعبیر کو سن کر انکے دل میں ایک شوق پیدا ہو۔ چنانچہ جونہی آپ ﷺ نے اعلانِ نبوت فرمایا اور اپنے بااعتماد دوست ابوبکر کو دعوت دینِ حق دی تو انہوں نے بلاتامل قبول کرلیا۔ علامہ بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک وجہ اور بھی بتائی ہے کہ ابوبکر پہلے ہی آغاز بعثت اور دلائلِ نبوت کی تصدیق کر چکے تھے۔ اس لئے جیسے ہی آپ نے دعوت پیش کی ابوبکر نے لبیک کہا۔

جب سیدنا ابوبکر نے قبولیت اسلام کا شرف حاصل کیا اس وقت انکی عمر اڑتیس سال ہو چکی تھی۔ تاجر پیشہ تھے ہجرت کے بعد مدینہ میں سلع کے مقام پر انکا کپڑا بنانے کا کارخانہ بھی تھا۔ کبھی کبھی خود بھی مال لے جایا کرتے تھے۔ عہد جہالت میں ابوبکر کی حسن مجالست، خوش کلامی اور تجارتی کاروبار کی وجہ سے تمام قریش ان سے محبت کرتے تھے اور ان کے پاس بہت لوگوں کی نشست و برخاست رہتی تھی۔ ابتداء میں سیدنا صدیق اکبر کے علاوہ بیرونی آدمیوں میں سے کسی کو ابھی دین کی دعوت نہیں پیش کی گئی تھی۔ سیدنا ابوبکر صدیق نے ایمان کی سعادت حاصل کی تو نبی کریم ﷺ کے اعلان نبوت کا ہر جگہ چرچہ ہونے لگا کیونکہ ابوبکر صدیق نے سعادت ایمان کے حصول کے ساتھ ہی درپردہ تبلیغ دین کا کام شروع کر دیا تھا۔ ہجرت سے پہلے قیام کا زمانہ مسلمانوں کے لئے جس طرح خوفناک تھا اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ ان حالات میں اپنے ایمان کا اظہار ہی بہت مشکل تھا چہ جائیکہ دوسروں کو بُت پرستی سے ہٹا کر اپنے نئے مذہب میں لانے کی جرأت کی جاتی لیکن **حضرت ابوبکر کی قوت ایمانی نے اس خطرناک مہم کو اپنے دوشِ ہمت پر اٹھایا۔ انکی شب و روز کی دعوت و** تبلیغ ایسی کامیاب ہوئی کہ اوائل اسلام میں اسکی کوئی مثال نہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق نے سب سے پہلے ان دوستوں کو دعوت اسلام دی جن پر مکمل اعتماد تھا۔ چنانچہ انکی مساعی سے حضرت عثمان، حضرت زبیر بن عوام، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم اسلام کے گرویدہ ہو کر نعمتِ ایمان سے مشرف ہوئے اور یہ نفوس قدسیہ عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں۔ انکے علاوہ بھی بہت سے حضرات ہیں

جوابوبکر صدیق کی کوشش اور تبلیغی مساعی سے اسلام میں داخل ہو کر اللہ کی رضا حاصل کر چکے۔ حقیقت یہ ہے کہ دین اسلام اپنے داعیٔ اوّل ﷺ کے بعد جس جلیل القدر ہستی کا زیادہ مرہون منت ہے وہ ابوبکر صدیق ہے۔ اس لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا، سیدنا علی المرتضیٰؓ راوی ہیں کہ: "اے ابوبکر، آدم علیہ اسلام سے لیکر قیامت تک جو لوگ میرے ساتھ ایمان لائیں گے ان سب کا ثواب اللہ نے مجھ کو عطاء کیا اور میری بعثت سے لے کر قیامت تک جو لوگ ایمان لائیں گے ان سب کا ثواب اللہ نے تجھے عطاء کیا" (کنز العمال)

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سب سے بڑی خواہش ہی یہ تھی کہ لوگ شرک و بت پرستی کی ظلمت سے نجات پائیں اور توحید الٰہی کی شمع جلے۔ اسی آرزو کے پیش نظر جب مسلمانوں کی تعداد انتالیس تک پہنچ چکی تو انہوں نے ہادیٔ عالم ﷺ سے درخواست کی کہ دین حق کی علی الاعلان دعوت و تبلیغ کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔ جس پر آپ ﷺ نے فرمایا، ابوبکر ابھی ہماری تعداد بہت کم ہے جب کچھ کثرت ہوجائے گی تو پھر ان شاء اللہ کھلم کھلا اعلان ہو گا۔ سیدنا ابوبکر عرض پرداز ہوئے، یارسول اللہ ﷺ یہ دیکھ کر سخت پریشانی ہوتی ہے کہ شرک و بت پرستی تو علانیہ ہورہی ہو مگر حق مستور و محجوب ہو (دراصل ارحم امتی بامتی ابوبکر کی سچائی کا ایک اظہار ہورہا تھا) اس کے جواب میں نبی کریم ﷺ جیسے شفیق نے ابوبکر صدیق کی دل شکنی گوارا نہ کی۔ اس لئے دین حق کی دعوت و تبلیغ کو علی الاعلان بیان کرنے کی اجازت مرحمت فرمادی۔ اجازت ملنے کی دیر تھی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے رفقاء کے ہمراہ نبی کریم ﷺ کی معیت میں کعبۃ اللہ میں پہنچ گئے اور دعوت دین حق پر تقریر شروع کر دی۔ قریش جو جہالت کے سمندر میں غرق تھے اس عمل کو ٹھنڈے دل سے بھلا کیسے برداشت کر سکتے تھے۔ اُن کا طوفانِ غضب اہلِ توحید پر اُمڈ آیا۔ ابھی ابوبکر صدیق کی تقریر ختم نہیں ہوئی تھی کہ چاروں طرف سے ہجوم حملہ آور ہوگیا۔ تمام مسلمان زیر عتاب آگئے۔ سیدنا ابوبکر صدیق کو سب سے زیادہ مارا پیٹا گیا۔ ان کا چہرہ مبارک زخمی ہوگیا۔ جب ابوبکر صدیق کے خاندان بنو تیم کو معلوم ہوا کہ ابوبکر کو بہت بری طرح مارا پیٹا گیا ہے اور وہ بے ہوش گئے ہیں اور بچنے کا بھی کوئی امکان نہیں۔ وہ بڑی تیزی سے پہنچے اور انکو مشرکین کے ہاتھوں واگزار کرایا مگر ابوبکر اتنا پٹ چکے تھے کہ موت قریب نظر آرہی تھی۔ اس لئے خاندان کے لوگ پریشان ہوگئے اور انہوں نے کہا کہ اگر ابوبکر جانبر نہ ہوئے تو ہم انتقام لیں گے۔ اس کے بعد خاندان کے لوگوں نے سیدنا ابوبکر صدیق کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر بحالت بے ہوشی ان کے گھر پہنچایا اور جتنے مسلمان زخمی تھے ہر ایک کو انکے اپنے اپنے گھر پہنچایا گیا اس دن تقریباً عصر کے وقت حضرت ابوبکر ہوش میں آئے تو فوراً پوچھا کہ حضور ﷺ کس حالت میں ہیں؟ جس پر خاندان کے لوگوں نے ملامت کی اور کہا کہ ایسی حالت کہ موت سامنے کھڑی ہے تم محمد ﷺ کو نہیں چھوڑتے اور ناراض ہو کر چل دیئے اور طنزاً آپکی والدہ سے کہا تم اسکا خود ہی خیال کرو لیکن سیدنا ابوبکر صدیق انکے چلے جانے کو خاطر میں نہ لائے۔ انکے چلے جانے کے بعد والدہ نے بڑی کوشش کی کہ کچھ کھا پی لو مگر وہ بار بار پوچھتے رہے کہ حضور ﷺ کس حالت میں

ہیں؟ بالاخر اپنی والدہ سے کہا اُم جمیل جو مسلمان ہو چکی تھی انکے پاس جا کر حضور ﷺ کا حال معلوم کرو۔ وہ خواہی نہ خواہی اٹھیں اور ام جمیل کے پاس پہنچیں مگر ام جمیل نے لاعلمی کا اظہار کیا اور خود مائی صاحبہ کے ساتھ ابوبکر کی عیادت کے لئے ساتھ ہولیں ابوبکر صدیق کو دیکھ کر رونے لگیں کہ ظالموں نے ظلم کی انتہا کر دی ہے اور کچھ دیر بعد انہوں نے بھی بالاصرار کہا کہ کچھ کھا پی لو مگر ابوبکر صدیق کو حضور ﷺ کے حالات کی اطلاع کا تقاضا کر رہے تھے آخر ام جمیل نے کہا حضور ﷺ خیر و عافیت سے ہیں فکر نہ کرو پھر پوچھا آپ کہاں ہیں؟ ام جمیل نے کہا دار ارقم میں ہیں جس پر سیدنا ابوبکر صدیق نے کہا واللہ جب تک میں آپ کو دیکھ نہ لونگا اس وقت تک کھاؤں گا نہ پیوں گا۔ جس پر مجبوراً والدہ غالباً ام جمیل کے تعاون سے اپنے بیٹے کو تھامے حضور ﷺ کی خدمت میں لے گئیں۔ آقا ﷺ کی بارگاہ میں پہنچ کر ابوبکر صدیق قدموں میں گر پڑے اور قدم بوسی کی۔ سیدنا ابوبکر صدیق کی حالت کو دیکھ کر آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھنے والے اصحاب پر رقت طاری ہو گئی۔ اسی اثنا میں سیدنا صدیق اکبر نے حضور ﷺ سے درخواست کر دی کہ یارسول اللہ ﷺ یہ میری والدہ ہیں ان کے لئے دعا فرمادیں اللہ تعالیٰ انکو اسلام قبول کرنے کی توفیق بخشے اور یہ جہنم کی آگ سے بچ جائے۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی، جس کی برکت سے وہ مسلمان ہو گئیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق کے ساتھ اس واقعہ کے پیش آجانے کے بعد حضور ﷺ کی نظروں میں ابوبکر کی وقعت اور عزت پہلے سے بڑھ گئی اور سیدنا صدیق اکبر آپ ﷺ کے راز دار اور محبوب بن گئے۔ حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق میں اس قدر پیار محبت ہو گیا کہ دیکھنے والے حیرت میں پڑ گئے۔ اس کے بعد جب تک آپ ﷺ مکہ میں رہے آپ ﷺ کا معمول بن گیا کہ روزانہ دو مرتبہ ابوبکر صدیق کے گھر تشریف لاتے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب سے میں نے ہوش سنبھالا اپنے والدین کو دین اسلام کے ساتھ وابستہ پایا اور مکہ معظمہ میں ہم پر کوئی ایسا دن نہیں گزرا کہ حضور ﷺ ہمارے گھر دو دفعہ تشریف نہ لائے ہوں۔

حضور ﷺ اور سیدنا ابوبکر صدیق کی تبلیغی سرگرمیاں اور مقابلے میں کفار و مشرکین کی طرف سے بے انتہا تکالیف، جو مسلمان ہوتا کسی نہ کسی صورت میں تکالیف میں جکڑ دیا جاتا۔ حضرت عثمان کو چچا نے رسی سے باندھ کر مارا، حضرت طلحہ کو بھی چچا نے بے انتہا مارا پیٹا۔ حضرت زبیر بن عوام کو کئی دفعہ مختلف طریقوں سے تکالیف دی گئیں۔ کئی دفعہ مارا بالاخر انکا چچا نوفل بن خولد چٹائی میں لپیٹ کر باندھ دیتا اور ان کی ناک میں اس قدر دھونی دیتا کہ دم گھٹنے لگتا۔ حضرت مصعب بن عمیر جو ناز و نعمت میں پلے تھے، اسلام لانے کے بعد والدین نے انکے جسم پر سے کپڑے اتار لئے بارگاہِ رسالت میں اس حالت میں پہنچے کہ جسم پر ستر پوشی کے لئے کھال کے ایک ٹکڑے کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ والدین نے زنجیروں میں جکڑ دیا۔ ایک عرصہ تک اسی طرح زنجیروں میں جکڑے رہنے کی قید اور تکلیف کو برداشت کیا۔ اسی طرح اکثر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کسی قسم کی پریشانیوں میں جکڑے گئے۔ ان حالات کے پیش نظر حضور ﷺ نے اپنے اصحاب رضوان اللہ علیہم

اجمعین کو حبشہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم صادر فرمایا۔ کئی ایک صحابہ حبشہ چلے گئے۔ سیدنا ابو بکر صدیق بھی ہجرت حبشہ کے لئے نکلے کہ راستہ میں قبیلہ قارہ کے سردار ابن دغنہ ملے۔ انہوں نے پوچھا کہ ابو بکر کہاں کا ارادہ ہے؟ سیدنا ابو بکر صدیق نے کہا کہ میری قوم نے مجھے نکلنے پر مجبور کر دیا ہے۔ مکہ کی سرزمین فراخ ہونے کے باوجود مجھ پر تنگ کر دی گئی ہے۔ چاہتا ہوں کہ کہیں اور جا کر اپنے رب کی عبادت کروں ۔ یہ سن کر سردار ابن الدغنہ نے کہا کہ یہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ تم جیسا آدمی نہ نکلتا ہے نہ نکالا جاتا ہے۔ تم ناداروں کے لئے سامان مہیا کرتے ہو، صلہ رحمی کرتے ہو، لوگوں کے بوجھ قرض تاوان اٹھاتے ہو، مہمان نواز ہو، حق کے معین اور مددگار ہو۔ میں تم کو اپنی پناہ مین لیتا ہوں۔ تم لوٹ چلو اور اپنے شہر میں رہ کر اپنے رب کی عبادت کرو۔ ابن الدغنہ سیدنا ابو بکر صدیق کے ساتھ مکہ آیا۔ سرداران قریش کی موجودگی میں بیت اللہ کا طواف کیا اور سرداران قریش کو مخاطب ہو کر کہا کہ ابو بکر جیسا آدمی نہیں نکلتا نہ ہی نکالا جاتا ہے۔ ایسے شخص کو نکالتے ہو جو ناداروں کے لئے سامان مہیا کرتا ہے، صلہ رحمی کرتا ہے ،لوگوں کے بوجھ اٹھاتا ہے، مہمان نواز ہے ، حق کا معین اور مددگار ہے ۔ میں انکو پناہ دیتا ہوں قریش نے سردار ابن الدغنہ کی پناہ کو قبول کیا۔ مگر ساتھ یہ کہہ دیا کہ ابو بکر سے کہو کہ اپنے گھر میں خدا کی عبادت کریں نمازیں پڑھیں اور گھر ہی میں تلاوت کریں اعلان نہ کریں اور نہ ہی علانیہ طور پر نمازیں پڑھیں باواز بلند تلاوت نہ کریں اس سے ہمیں تکلیف ہوتی ہے اور اس سے ہمیں اندیشہ ہے کہ ہماری عورتیں اور بچے اسلام پر کہیں فریفتہ نہ ہو جائیں ۔ سیدنا ابو بکر صدیق نے کئی دن تو ابن الدغنہ کے اصرار پر آہستہ قرآن پڑھنے کا التزام کیا اور عبادت بھی گھر میں ہی کرتے رہے مگر ابو بکر سے رہا نہ گیا۔ آپ نے چند دنوں کے بعد اپنے گھر کے صحن میں ایک چھوٹی سی مسجد بنالی۔ جس میں عبادت کرتے، قرآن کی تلاوت کرتے اور یہ اسلام میں پہلی مسجد ہے جو سیدنا ابو بکر صدیق نے بنائی ۔ قریش کے بچے اور عورتیں ٹوٹ پڑتے اور تعجب سے لگاتار ٹکٹکی باندھے ابو بکر صدیق کو دیکھتے رہتے سیدنا ابو بکر صدیق خدا کے خوف سے بہت رونے والے مرد تھے ۔ تلاوت قرآن کے وقت اپنی آنکھوں کے مالک نہیں رہتے تھے ۔ ہزارہا کوششوں کے باوجود اپنی آنکھوں کو تھام نہیں سکتے تھے ۔ اسی وجہ سے سامعین عورتیں اور بچے بوڑھے سیدنا ابو بکر صدیق کی تلاوت بااثر سے دلوں کو قابو نہیں رکھ سکتے تھے۔ جب سرداران قریش نے یہ حالت دیکھی تو گھبرا گئے اور ابن الدغنہ کو بلایا کہ ہم نے تیرے کہنے پر ابو بکر کو امان دی تھی مگر اس شرط پر کہ وہ گھر میں پوشیدہ طور پر عبادت کریں گے علانیہ نماز و تلاوت قرآن نہیں کریں گے ۔ جبکہ ابو بکر صدیق نے یہ سب کچھ علانیہ کرنا شروع کر دیا ہے ۔ جس سے ہمیں اپنے بچوں اور عورتوں کے بگڑ جانے (درحقیقت سنور جانے) کا خدشہ ہے۔ ابو بکر سے کہ دو یا اپنی شرط پر قائم رہیں یا آپ کی امان کو واپس کر دیں۔ جس پر سیدنا ابو بکر صدیق نے کہا میں نے تمہاری امان واپس کر دی۔ صرف اور صرف اللہ کی امان پر راضی ہوں ۔ بس یونہی سلسلہ چلتا رہا کئی ایک صحابہ حبشہ ہجرت کر کے چلے گئے مگر جو بھی مسلمان یہاں مکہ میں موجود رہا یا جس کو اللہ اسلام

قبول کرنے کی توفیق دیتا اسکو تختۂ مشق بنایا جاتا رہا بالآخر جب کفار مکہ سے دین کے پھلنے پھولنے کے انسداد کے لئے کچھ نہ بن سکا تو فیصلہ کیا کہ بہتر یہ ہے کہ محمد بن عبداللہ کو ہی قتل کر دیا جائے تو یہ اسلام کا پھیلاؤ رک جائے گا۔ جس کی اس انداز سے تدبیر کی کہ محمد ﷺ قتل بھی کر دیئے جائیں اور مقابلہ میں ہمارے آدمی قصاص سے بچ جائیں اور خون بہا کا تو کوئی مسئلہ نہیں۔ حضرت جبریل علیہ اسلام نے بحکم ایزدی آپ ﷺ کو مطلع کر دیا اور ہجرت کا حکم پہنچایا۔اس سفرِ ہجرت میں رفاقت کے لئے کسی ایسے جانثار و فداکار کی ضرورت تھی جو خاص دوست و محرم راز ہو۔ آپ کے ساتھ اعلیٰ درجہ کا اخلاص رکھتا ہو۔ اور اخلاص کے ساتھ اعلیٰ درجہ کا شجاع اور جانباز ہو اور شجاعت و جانبازی کے ساتھ نہایت عقیل اور مدبر ہو۔ اس لئے اس مشکل ترین سفر کے لئے (بروایت سیدنا علیؓ) اللہ تعالیٰ نے ابوبکر صدیق کا ہی انتخاب فرمایا۔ دوپہر کا وقت تھا کہ نبی کریم ﷺ اپنے رفیق ابوبکر صدیق کو اس حکم کی اطلاع کرنے کے لئے سر پر شدت گرمی کی وجہ سے چادر اوڑھے ابوبکر صدیق کے کاشانہ کی طرف روانہ ہوئے۔ کسی نے ابوبکر صدیق کو آپ ﷺ کے آنے کی اطلاع کر دی۔ ابوبکر صدیق سمجھ گئے کہ کوئی خاص بات ہے جس کے لئے اتنی سخت گرمی میں آپ تشریف لا رہے ہیں جبکہ ایسے گرمی کے وقت میں آپ کبھی تشریف نہیں لائے۔ ابوبکر صدیق اسی انتظار میں تھے کہ آپ ﷺ نے آتے ہی حسب معمول اندر آنے کی اجازت چاہی ابوبکر صدیق اس وقت تخت پر بیٹھے تھے تخت سے اترے اور عرض گزار ہوئے یارسول اللہ تشریف لائیے۔ جب آپ ﷺ مکان میں داخل ہوئے تو سیدنا ابوبکر صدیق نے حسب معمول بڑے احترام کے ساتھ آپ کو تخت پر بٹھایا۔احوال کے تبادلے کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا لوگوں کو ہٹا دو کوئی ضروری مشورہ کرنا ہے۔ ابوبکر صدیق عرض گزار ہوئے یارسول اللہ ﷺ میرے گھر والے ہیں انکے علاوہ کوئی اور متنفس یہاں نہیں ہے۔ آپ بلا تامل ارشاد فرمائیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے ہجرت کا حکم ہو چکا ہے۔ میں آج رات کو ہی یثرب (جو مدینہ کا پہلا نام ہے) جانے والا ہوں حضرت ابوبکر صدیق عرض گزار ہوئے یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کیا مجھے بھی شرف ہمراہی نصیب ہوگا۔ ارشاد ہوا ہاں آپ میرے ساتھ چلیں گے۔ یہ سن کر ابوبکر صدیق خوشی سے اشکبار ہوگئے۔ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں جب تک میں نے اس روز ابوبکر صدیق کو روتے نہیں دیکھا مجھے معلوم نہیں تھا کہ کوئی خوشی سے بھی روتا ہے۔ ابوبکر صدیق نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرے پاس دو اونٹنیاں ہیں ان میں سے جس کو آپ پسند فرمائیں وہ میری طرف سے آپ کی خدمت میں ہدیہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں قیمتاً لونگا۔ حضرت اسماء بنت صدیق کہتی ہیں کہ میرے باپ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ جیسے آپ کی مرضی قیمتاً لینا چاہتے ہیں تو آپ کی خوشی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے چار سو درہم کے عوض اونٹنی جس کا نام جدعاء تھا حضور ﷺ کو پیش کی۔ حضرت ابوبکر صدیق کی دونوں بچیاں سیدہ عائشہ و سیدہ اسماء رضی اللہ عنہما سامان سفر تیار کرنے میں مصروف ہوگئیں۔ دستر خوان میں کچھ

کھانا لپیٹ دیا اور ساتھ ہی ایک پانی کا مشکیزہ تیار کیا۔ اس پورے پروگرام کا سیدنا علی اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہم کے گھر والوں کے علاوہ کسی کو علم نہ تھا۔ رات کو دونوں دوست، ایک آقائے دوجہاں، فخر الرسل سیدنا محمد رسول اللہ صلوات اللہ و سلامہ علیہ اور دوسرا خادم سیدنا ابوبکر صدیق ایک ساتھ اللہ کے حکم کے مطابق اپنے شہر کو چھوڑ کر اللہ کی رضا کی خاطر یثرب کی راہ چلے۔ ابوبکر صدیق کے گھر میں جتنا پیسہ تھا وہ سب کا سب ساتھ اٹھالیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق کے والد جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے اور ضعیف العمری کے ساتھ بصارت سے محروم ہو چکے تھے۔ صبح کہنے لگے اے بیٹی اسماء تمہارے باپ نے تمہیں دوہری تکلیف دی ہے۔ ایک خود تمہیں چھوڑ کر چلے گئے دوسری یہ کہ جو رقم گھر میں تھی وہ ساتھ لے گئے۔ جس پر سیدہ اسماء کہنے لگیں نہیں دادا جان وہ ہمارے لئے بہت کچھ چھوڑ گئے ہیں۔ اور جہاں رقم پڑی ہوئی تھی اس جگہ پتھر لاکر رکھ دیا، اس پر کپڑا ڈال کر دادا کو اطمینان دلانے کے لئے اسی پر ہاتھ رکھوا کر کہا کہ سب کچھ پڑا ہے وہ مطمئن ہوگئے۔ حضور ﷺ مع اپنے رفیق سیدنا ابوبکر صدیق مکہ سے نکلے، سفر ہجرت کا آغاز ہوا۔ ابوبکر صدیق چلتے چلتے کبھی حضور ﷺ کے آگے چلنے لگتے اور کبھی پیچھے۔ کسی وقت دائیں اور کسی وقت بائیں۔ حضور ﷺ نے وجہ دریافت فرمائی۔ عرض گزار ہوئے، جب دل میں خدشہ لاحق ہوتا ہے کہ کہیں کمین گاہ سے کوئی دشمن نہ نکل آئے کہ آپ پر حملہ کردے۔ تو مدافعت کے لئے آگے ہوجاتا ہوں اور جب دل میں یہ کھٹکا لگتا ہے کہ کوئی دشمن آپکے تعاقب میں نہ ہو تو پیچھے ہوجاتا ہوں اسی طرح دائیں بائیں آپ ہی کی نسبت خوف لگا ہوا ہے۔ رات کی تاریکی میں پتھریلی زمین پر چلنے اور ٹھوکریں کھانے کے سبب دونوں حضرات کے پاؤں زخمی ہو چکے تھے۔ حضور ﷺ کے پاؤں مبارک کا انگوٹھا شدید زخمی ہو چکا تھا جس سے خون بہنے لگا۔ حتیٰ کہ حضور ﷺ کے نعلین مبارک میں خون جم گیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق اس صورت حال کو دیکھ کر سخت افسردہ ہوئے بالآخر اپنے زخموں کی پرواہ کئے بغیر آپ ﷺ کو اپنے کاندھوں پر اٹھالیا اور اسی طرح حضور ﷺ کو اٹھائے غار ثور تک پہنچ گئے۔ رات کا وقت ہے تقریباً سات میل کا فاصلہ طے کر کے اسی جگہ غار ثور تک پہنچے جو غار حشرات اور کیڑے مکڑوں کا مسکن بنی ہے۔ جہاں کسی انسان نے آج تک پاؤں نہیں رکھا۔ دونوں بزرگوں نے اندر جانے کا ارادہ کیا مگر صدیق اکبر عرض گذار ہوئے یا رسول اللہ ﷺ ٹھہریئے! میں پہلے اس غار کو صاف کرلوں، ممکن ہے کسی موذی جانور نے یہاں بسیرا کر رکھا ہو، کہیں آپ کو تکلیف نہ پہنچادے۔ اندر گئے ایک اندھیری رات دوسرا غار کا اندھیرا بڑی احتیاط سے صفائی کی معلوم ہوا کہ اس غار میں سوراخ ہیں مبادا کہیں ان سوراخوں سے کوئی موذی جانور نہ نکل کر میرے آقا ﷺ کو تکلیف دے۔ اپنی چادر کو پھاڑ کر سوراخ بند کیئے مگر ابھی ایک سوراخ باقی ہے اور جو چادر تھی وہ ختم ہوگئی۔ کوئی چیز ایسی نہیں کہ اس سوراخ کو بند کیا جائے۔ اس سوراخ پر اپنے پاؤں کی ایڑھی رکھ دی اور نبی کریم ﷺ کو اندر بلالیا۔ حضور ﷺ اپنے دوست سیدنا ابوبکر صدیق کی درخواست پر ان کی گود میں سر مبارک رکھ کر آرام فرما ہوگئے۔ سانپ نے سوراخ میں

سے ابوبکر صدیق کی ایڑھی پر ڈس لیا درد شدید ہوا مگر اس خوف سے کہ کہیں سانپ حضور ﷺ کو تکلیف نہ پہنچا سکے۔ اپنی ایڑھی اسی سوراخ میں جمائے رکھی اور آپ کے آرام کی وجہ سے وجود میں کسی قسم کی حرکت بھی نہ آنے دی کہ حضور ﷺ کے آرام میں خلل واقع ہو۔ شدت درد کی وجہ سے بےاختیار سیدنا ابوبکر صدیق کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے جو حضور ﷺ کے چہرہ انور پر جا گرے جس سے آپکی آنکھ کھل گئی آپ ﷺ نے فرمایا، ابوبکر کیا ہوا کیوں رو رہے ہو؟ عرض گزار ہوئے یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، مجھے سانپ نے ڈس لیا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنا لعاب مبارک ابوبکر صدیق کی ایڑھی پر لگایا جس سے اسی وقت درد ختم ہوگیا۔ تین دن تین راتیں اسی غار میں نبی و صدیق اکٹھے رہے سیدنا ابوبکر صدیق نے حق رفاقت کو اس قدر احسن طریقے سے ادا کیا کہ مال وجان سب کے سب اپنے دوست اور آقا ﷺ پر نچھاور کردی۔ غار کے تین دنوں میں سیدنا ابوبکر صدیق کے لخت جگر جناب عبداللہ مکہ میں لوگوں کی ہونے والی چہ مگوئیاں رات کو غار میں آکر بتاجاتے۔ سیدنا ابوبکر کے غلام عامر بن فہیرہ جو سیدنا ابوبکر کی بکریاں چرایا کرتے تھے سارا دن ادھر ادھر بکریاں چراتے رہتے شام کو واپس جاتے ہوئے کہ کسی کو شک نہ پڑے اندھیرا کر دیتے اور غار کے منہ پر بکریاں لے آتے اور دودھ دوہ کر غار میں پہنچاتے اور ملاقات کا شرف حاصل کرکے واپس ہوجاتے۔ گویا اتنے نازک حالات میں بھی حضور ﷺ نے سیدنا ابوبکر صدیق کے غلام تک اعتماد کیا واقعی ابوبکر صدیق کا پورا گھرانہ ہی ایسا تھا کہ آپ ﷺ نے ان پر اعتماد کیا بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ پورا گھرانہ ہی ایسا تھا کہ ان پر اعتماد کیا جاتا۔ یہی تو وجہ ہے کہ سیدہ اسماء بنت ابی بکر سے دوسرے دن جب ابوجہل نے پوچھا کہ تمہارا باپ کہاں ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ مجھے کیا معلوم، جس پر غصے میں آکر ابوجہل نے اتنا زور دار تھپڑ رسید کیا کہ کان کی بالی کان کے چر جانے سے گر پڑی مگر کیا مجال کہ سیدنا ابوبکر صدیق کی بیٹی راز فاش کرتی۔ تین دن کے بعد نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار سے باہر آگئے اور عامر بن فہیرہ وعدہ کے مطابق دو نوں اونٹنیوں کو غار کے سامنے لائے جس پر سوار ہو کر یثرب (مدینہ) کی راہ لی۔ پہنچتے ہی مسجد کی ضرورت پیش آئی۔ جس جگہ کا حکم خداوندی کے مطابق انتخاب ہوا وہ دو یتیم بچوں کی ملکیت تھی۔ ایک کا نام سہیل اور دوسرے کا نام سہل تھا۔ انکی خواہش تھی کہ یہ جگہ حضور ﷺ بلامعاوضہ قبول فرمالیں مگر حضور ﷺ نے اپنے صدیق سیدنا ابوبکر صدیق کو حکم دیا کہ اس کی قیمت ادا کریں۔ اسکی پوری قیمت سیدنا ابوبکر صدیق نے ادا کی بایں طور ہجرت کو چلتے ہوئے گھر میں موجود ساری رقم جو ساتھ لائے تھے۔ مسجد نبوی کی زمین خریدنے پر صرف ہوئی جہاں مسجد نبوی بنائی گئی۔ جس مسجد کے بن جانے پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا" انا خاتم الانبیاء ومسجدی خاتم المساجد الانبیاء" میں انبیاء کو ختم کرنے والا ہوں اور میری مسجد انبیاء کی مساجد کو ختم کرنے والی ہے۔ یعنی میرے بعد نیا نبی نہیں جب نبی نہیں تو کوئی اور مسجد ایسی نہیں بنے گی جس کی نسبت کسی نبی کی طرف کی جائے بلکہ میری مسجد انبیاء کی مساجد کو ختم کرنے والی ہے۔ یہی وہ مسجد ہے جس میں

ایک نماز پڑھنے سے پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق کی وفات ۲۱ جمادی الثانی ۱۳ھ مطابق ۲۲/اگست ۶۳۴ء بروز سوموار، سورج غروب ہونے کے بعد ہوئی وفات کے وقت انکی عمر تریسٹھ برس تھی۔ حضرت عمر بن الخطاب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد جنازہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں لے گئے جہاں رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ زندگی بھر نبی کریم ﷺ کی رفاقت میں رہنے کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے مرنے کے بعد بھی رحمت اللعلمین کی معیت ورفاقت عطاء فرمائی ختم نہ ہوئی۔ رضی اللہ عنہ و عنہم اجمعین۔

بقیہ از ص ۸

اس قسم کے دو پاؤں پر چلنے والے حیوان کیا مسلمان کہلانے کے حق دار بھی ہیں؟
اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے ابدی، انمٹ اور ناقابل ترمیم اصولوں کے منکر بھی مسلمان ہوتے ہیں؟

ان سے تو ہوگی رونق ہرگز نہ گلستاں کو
یہ نونہال دیں گے حسرت ہی باغباں کو

جانباز مرزا مرحوم کی لائبریری اور محترم خالد جانباز صاحب کا ایثار

تحریک آزادی کے مجاہد کارکن، مجلس احرار اسلام کے رہنما اور معروف انقلابی شاعر حضرت جانباز مرزا مرحوم کی ذاتی لائبریری کا شمار پاکستان کی نادر لائبریریوں میں ہوتا ہے۔ خاص طور پر تقسیم ہند سے قبل اور بعد کا اخباری ذخیرہ اس لائبریری کا امتیاز ہے۔

گزشتہ دنوں برادرم مکرم خالد جانباز صاحب نے اپنے عظیم والد مرحوم کی لائبریری کا تمام تاریخی ریکارڈ راقم کے حوالے کر دیا کہ اس تاریخی اثاثہ سے دیگر لوگ بھی استفادہ کر سکیں اور جانباز مرزا مرحوم کا فیض جاری رہے۔

ادارہ نقیب ختم نبوت کے تمام اراکین محترم خالد جانباز صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور ان کے لئے دعا گو ہیں۔ ان شاء اللہ یہ ذخیرہ "گوشۂ جانباز" کے نام سے محفوظ کیا جائے گا اور اس کی تفصیل نقیب میں بھی شائع کر دی جائے گی۔

نیاز مند
سید محمد کفیل بخاری
مدیر، نقیبِ ختم نبوت ملتان

محمد حنیف ساجد (متعلم دارالعلوم دینیہ، پتوکی)

امام تدبر و سیاست، فاتح عرب و عجم کاتب وحی
سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم

حضرت ابو سفیان کے گھر میں ایک بچہ پیدا ہوتا ہے۔ کس کو معلوم تھا کہ یہ ہونہار بچہ تاریخِ اسلام میں عظیم ابواب کا اضافہ کرے گا۔ تمام قبیلہ کے افراد فرحاں و شاداں ہیں۔ عام لوگ اس بچہ کے مستقبل کے حوالہ سے قیاس آرائیاں کر رہے تھے۔ کہ ایک سردار کے گھر میں پیدا ہوا ہے تو سردار ہی بنے گا۔ لیکن کسی کو یہ معلوم نہ تھا کہ اس پر اسلامی تاریخ رشک کریگی۔ اس کے کمالات اور فتوحات کو دیکھ کر زمانہ ششدر رہ جائیگا۔ اس کے قدموں کے نیچے یورپ کا فرانس آئے گا۔ کسی کو خبر نہ تھی کہ یہ بچہ قیساریہ اور قبرص کو جوتے کی نوک پر رکھ کر اڑائیگا۔ کس کو اندازہ تھا کہ اس بچے کے قدموں کے نیچے افغانستان اور روس کے فلک بوس پہاڑ اور علاقے آئیں گے۔ اور جس کے حکم سے اسلامی بحری بیڑہ ترکستان۔ کابل۔ شمساط۔ بیروت۔ عرقہ اور جزیرۂ سسلی کو فتح کر کے اسلام کے زیرِ نگیں لے آئے گا۔

تاریخِ اسلام میں سب سے پہلے بحری بیڑہ ایجاد کر کے اس کے ذریعے کفار کے خلاف جہاد کرے گا جس سے کفار کی نیندیں حرام ہو جائینگی اور آئمۃ الکفر کو چار شانوں ایسا چت کریگا کہ پھر کبھی مقابلہ کے لئے تیار نہ ہوں گے۔ اور ان کی آئندہ نسلیں بھی اس کا نام سن کر لرزہ براندام ہو جائیں گی۔

ہاں یہی وہ بچہ ہے جس نے جوان ہو کر روم کے بادشاہ کو "کتا" کہہ کر خطاب کیا۔ جس کی قیادت پر اسلام اور اہلِ اسلام ناز کرتے ہیں۔ جس نے کفر و ارتداد اور رفض و بدعات کے محلات میں سراسیمگی پیدا کر دی۔ جس نے ۶۴ لاکھ ۶۵ ہزار مربع میل کرۂ ارض پر اسلامی پرچم لہرایا۔ جس نے نصف صدی پورے عالمِ اسلام پر حکومت کر کے بے مثال انصاف، خوفِ خدا اور عشقِ رسول ﷺ کی مثال قائم کی۔

جس نے بڑے بڑے اخلاقی مجرموں کو سزا دینے کے لئے خصوصی پولیس (سی آئی اے سٹاف) کی بنیاد رکھی۔

جس نے دس بڑی بڑی سلطنتوں کے ۵۴۰۰۰ ہزار علاقوں پر اسلامی پرچم لہرایا سرمائی اور گرمائی افواج کی تشکیل کی۔

سب سے پہلے مسجدوں کے مینار تعمیر کئے۔

۲۷ھ میں قبرص پر لشکر کشی کی۔

جسے تاریخ اسلام، صحابیٔ رسول ﷺ، کاتبِ وحی، امام تدبر و سیاست، فاتح عرب و عجم رازدانِ رسول ﷺ کہتی ہے۔

ولادت:

آپ کی ولات بعثت نبوی سے پانچ سال قبل ہوئی۔ (الاصابہ ۱۲ھ ج، ۳)

کنیت:

آپ کی کنیت ابوعبدالرحمن تھی۔

تربیت:

ماں باپ نے آپ کی تربیت خاص طور پر کی اور مختلف علوم و فنون سے آپ کو آراستہ کیا۔ اور اس دور میں جبکہ لکھنے پڑھنے کا رواج بالکل نہ تھا اور عالم عرب پر جہالت کی گھٹا ٹوپ تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ آپ کا شمار ان چند گنے چنے لوگوں میں ہونے لگا جو علم و فن سے آراستہ تھے اور لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔

قبول اسلام:

مشہور مؤرخ محمد بن سعد "طبقات" میں رقم طراز ہیں۔ حضرت امیر معاویہ فرمایا کرتے تھے "میں عمرۃ القضاء سے پہلے ہی اسلام لے آیا تھا مگر مدینہ جانے سے ڈرتا تھا کیونکہ میری والدہ اس کے خلاف تھیں۔ تاہم ظاہری طور پر فتح مکہ کے موقع پر اپنے والد کے ہمراہ اسلام لانے کا اعلان کیا۔" یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ بدر، احد، خندق میں آپ کفار کی جانب سے کسی لڑائی میں شریک نہ ہوئے۔ حالانکہ آپ اس وقت جوان تھے اور آپ کے والد ابوسفیان سپہ سالار کی حیثیت سے شریک ہو رہے تھے۔ ان باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابتداء ہی سے اسلام کی روشنی آپ کے دل کو منور کر چکی تھی۔ بالآخر کئی سال پہلے پیدا ہونے والی روشنی صبح فتح مکہ میں فروزاں ہو گئی اور ان کرنوں سے عرب تو کیا عجم کے ہزاروں خطے جگمگا اٹھے۔

کاتب وحی:

نبی اکرم ﷺ کے تیرہ کاتب تھے۔ ان میں سب سے زیادہ کام حضرت امیر معاویہ کیا کرتے تھے۔

نبی اکرم ﷺ نے غیر مسلم بادشاہوں اور سرداروں کو ایک سو پینسٹھ خطوط لکھے اور ۱۶۵ خطوط میں سے ایک سو تیس خطوط کی کتابت حضرت امیر معاویہ نے کی تھی۔ غیر مسلم بادشاہوں کو تمام خطوط جو رسول اللہ ﷺ کی مہر سے مدینہ سے نکلے وہ تمام حضرت امیر معاویہ نے لکھے تھے۔

حلم:

حضرت امیر معاویہ کی سب سے بڑی خوبی حلم اور برد باری ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "احلم امتی اجودھا معاویہ۔

معاویہ میری امت میں سب سے زیادہ صاحبِ حلم، بردبار اور جود و سخا کے حامل ہیں۔

سادگی:

آپ کی طبیعت میں بہت سادگی اور تواضع تھی۔ جاہ پسندی اور تکبر کو بالکل پسند نہیں کرتے تھے۔

علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ آپ کسی مجمع میں تشریف لے گئے۔ آپ کے جانے پر لوگ تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ آپ نے اس فعل کو خلاف سنّت خیال کرتے ہوئے لوگوں کو سختی سے منع کیا اور فرمایا کہ "میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

"من احب ان يتمثل له الرجال قيامً فليتبو امقعده من النار"

جو آدمی یہ پسند کرتا ہے کہ لوگ تعظیماً اس کے لئے کھڑے ہوں وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے (البدایہ والنہایہ ص ١٢٦ جلد نمبر ٨)۔

آپ کے لباس کو کئی پیوند لگے ہوتے تھے۔ امام احمد بن حنبل نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ علی بن ابی جملہ نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ:

رائيت معاوية على المنبر بدمشق يخطب الناس وعليه ثوب مرقوع

کہ میں نے معاویہ بن ابی سفیان کو دمشق میں منبر پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا آپ نے پیوند لگے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔

قیام عدل:

آپ کے قیام عدل کے بارے میں علامہ ذہبی کے یہی ریمارکس کافی ہیں

وفضائل معاويه في الحسن السيرة والعدل والاحسان كثيرة

معاویہ کی حسن سیرت اور عدل کے بارے میں فضائل بہت زیادہ ہیں (المنتقی ذہبی ص ٣٨٨)

خدمت نبوی ﷺ:

جب تک نبی اکرم ﷺ کی وفات نہ ہوئی تب تک حضرت امیر معاویہ خدمت سے جدا نہ ہوئے۔ ہر وقت خدمت کا موقع تلاش کرتے رہتے۔ نبی اکرم ﷺ آپ کی خدمت اور بے لوث محبت سے اتنا خوش تھے کہ بعض خدمات آپ کے سپرد فرمادیں جن میں سے ایک مہمانوں کی خاطر مدارت اور ان کے قیام و طعام کا انتظام آپ کے ذمہ تھا۔

فتوحات امیر معاویہؓ:

رسول اکرم ﷺ کی رحلت کے بعد عہد صدیقی میں منافقین اور مرتدین نے نہایت خطرناک صورت اختیار کرلی تو حضرت امیر معاویہ نے حضرت خالد بن ولید کی قیادت میں وہ جوہر دکھائے کہ منافقین کے چھکے چھوٹ گئے۔

فتح قیساریہ:

١٨ھ میں جب حضرت ابوعبیدہ کا انتقال ہو گیا تو شام کی گورنری حضرت یزید بن ابی سفیان کے

سپرد ہوئی اور پیغام ملا کہ قیساریہ پر یلغار کریں۔ قیساریہ بحیرۂ روم کے ساحل پر بڑا عظیم الشان شہر ہے۔ اس کی عظمت کا اندازہ لگانے کے لئے یہ کافی ہے کہ اس شہر میں ایک لاکھ آدمی رات کو پہرہ دیا کرتے تھے۔ اور اس میں تین سو بازار تھے۔ حضرت معاویہ بن ابی سفیان پندرہ ہزار کا لشکر لے کر میدان میں آئے، تو ان کے مقابلے میں ایک لاکھ کا ٹڈی دل لشکر پہلے سے خیمہ زن تھا۔ خون ریز جنگ کے بعد حضرت امیر معاویہؓ نے انہیں ذلت آمیز شکست دی۔

فتح عسقلان:

۱۸ھ میں جب حضرت یزید بن ابی سفیان کا انتقال ہو گیا تو حضرت عمر فاروق نے حضرت امیر معاویہ کو حاکم شام مقرر کیا۔ چنانچہ حضرت امیر معاویہ نے عسقلان پر حملہ کیا اور عسقلان کو فتح کرنے کے بعد ۲۵ھ میں رومیوں کو پسپا کرتے ہوئے عموریہ تک پہنچ گئے۔

فتح قبرص:

اسلامی بحری بیڑہ تیار ہونے کے بعد پہلا حملہ قبرص (سائپرس) پہ ہوا حضرت امیر معاویہؓ نے ۲۸ھ میں قبرص پر لشکر کشی کی اور رومیوں کو عبرت ناک شکست دی۔

فتح افریقہ:

افریقہ کو سب سے پہلے حضرت ابو عبداللہ بن سعد نے فتح کیا۔ لیکن ہرقل نے بطریق کے ذریعہ افریقہ کے لوگوں کو تنگ کرنا شروع کر دیا تو انہوں نے حضرت امیر معاویہ کو شکایت کی۔ چنانچہ حضرت امیر معاویہؓ نے معاویہ بن خدیج کو ایک لشکر جرار کے ساتھ روانہ کیا۔ اور انہوں نے قمونیہ میں پڑاؤ ڈالا۔ بطریق نے معاویہ بن خدیج کے مقابلے میں ۳۰۰۰۰ ہزار جنگجو بھیجے۔ گھمسان کی جنگ ہوئی اور رومیوں کو شکست ہوئی۔ اس طرح مسلمانوں نے قلعہ جلولا کا محاصرہ کر لیا۔ اور افریقہ فتح ہو گیا۔

روڈس اور ارواڈ کی فتوحات:

قسطنطنیہ کے بعد حضرت امیر معاویہ کے بحری لشکر نے جزیرۂ روڈس کی طرف پیش قدمی کی۔ ۵۳ھ میں مشہور ماہر جنگ حضرت جنادہ بن امیہ روڈس پر حملہ آور ہوئے اور اس کو فتح کیا۔ روڈس کو فتح کرنے کے بعد مسلمانوں نے جزیرۂ ارواڈ کا رخ کیا اور اسے بھی فتح کیا۔ یہاں مسلمانوں نے ایک بستی بسائی جو تاریخ میں بڑی اہمیت رکھتی ہے۔

کابل و ترکستان کی فتوحات:

بغاوتوں کی مکمل پامالی کے بعد ابن عامر کو کابل کی طرف روانہ کیا چنانچہ ابن عامر نے مشہور قلعہ ذرانی کو فتح کیا۔ اور ملغارستان کو بھی زیر نگین کیا۔ کابل سے فراغت کے بعد ترکستان کی طرف بڑھے اور لشکر کا سردار

حضرت عثمان کے فرزند حضرت سعید کو مقرر کیا جو قلعہ جیحون کو روندتے ہوئے قبق تک پہنچے اور بخارا کے میدان میں ایک لاکھ بیس ہزار ترکوں کو عبرتناک شکست دی۔

ہندوستان پر لشکر کشی:

حضرت عثمان کے دور میں سندھ پر حملہ ہو چکا تھا لیکن مکمل حملہ ۴۴ھ میں ایک مجاہد حضرت مہلب بن ابی صفرہ کے ہاتھوں ہوا۔ یہ بہادر سپہ سالار ملتان اور کابل سے ہوتا ہوا کاغان تک پہنچا اور ان علاقوں کو فتح کیا۔ اس وقت حضرت امیر معاویہ کی حکومت غرب میں قیروان اور شرق میں سندھ تک پہنچ چکی تھی۔ اس زمانہ میں عبادہ بن زیاد سجستان کے راستے سے ہندوستان کی طرف بڑھے اور قندھار خضدار کو فتح کیا۔

چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ میں پرتگال سے لیکر چین تک پھیلی ہوئی وسیع و عریض حکومت جو ۶۴ لاکھ ۶۵ ہزار مربع میل کو محیط تھی قریباً بیس سال تک صرف حضرت امیر معاویہ کے دور میں قائم ہوئی۔

وفات:

اسلام کے یہ فرزند جلیل ۱۹ سال تین ماہ حکومت کرنے کے بعد ۲۲ رجب ۶۰ھ میں مرض موت میں مبتلا ہوئے اور اس دارِ فانی سے رخصت ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ۔

اسلامی تاریخ میں حضرت امیر معاویہ واحد، مدبر، منتظم اعلیٰ صفات کے حامل حکمران ہیں کہ جنہوں نے اسلامی فتوحات کا دائرہ بلادِ عرب و عجم سے لیکر یورپ و افریقہ تک وسیع کیا۔ نہ صرف یہ کہ عہد فاروقی کی ۲۳ لاکھ مربع کی فتوحات کو ترقی زار بنایا بلکہ اس سے آگے بڑھکر کابل، قندھار، روہوڈس، صقلیہ، شمالی افریقہ، درۂ خیبر، بولان، قلات اور ایشیائی ممالک کے دروازوں پر آکر دستک دی۔

جماعت صحابہ میں وہ مظلوم ہستی ہیں جن کی خوبیوں اور ذاتی محاسن و کمالات کو نہ صرف نظر انداز کیا گیا بلکہ ان کو چھپانے کی بے حد کوشش کی گئی آپ پر جھوٹے الزامات لگائے گئے۔ اور ایسی باتیں گھڑی گئیں اور ان کو پھیلا گیا جن کا کسی عام صحابی سے تو درکنار کسی شریف آدمی میں بھی پایا جانا مشکل ہے۔ سبائیوں اور رافضیوں کی طرف سے حضرت معاویہ کے خلاف شدومد کے ساتھ پروپیگنڈے کا طوفان کھڑا کیا گیا۔ تاکہ آپ کا وہ حسین کردار نظروں سے اوجھل ہو جائے۔ جو آنحضرت ﷺ کے فیضِ صحبت نے پیدا کیا تھا۔ آج حضرت امیر معاویہ کو جنگ صفین کے قائد کی حیثیت سے پیش کیا جاتا ہے جو حضرت علی کے مقابلے کے لئے آئے تھے۔ ایک اختلاف کو سامنے رکھ کر حضرت امیر معاویہ کی تمام فتوحات کو بھلا دیا جاتا ہے۔

ناقدین کو وہ معاویہ یاد ہے جن کا اختلاف حضرت علی سے ہوا تھا مگر وہ معاویہ یاد نہیں جس نے اپنے بیس سالہ عہدِ گورنری اور ۱۹ سالہ عہدِ خلافت راشدہ میں اسلام کے لئے فتوحات کا ایسا ریکارڈ قائم کیا جس کی نظیر نہیں ملتی۔ وہ معاویہ یاد نہیں جو قصاصِ مظلوم عثمان کا مدعی تھا، جو حسنین کریمین پر مہربان تھا جس کے

بقیہ ص ۳۰ پر دیکھیں

احمدیت یا مرزائیت

کرہ ارض پر تخلیق انسان کی تاریخ جس قدر پرانی ہے تعمیر و اصلاح انسانیت کےلئے بعثت انبیاء کی تاریخ بھی اتنی ہی پرانی ہے۔ فرق ابتداء میں نہیں انتہا میں ہے کہ تخلیق انسانی کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ اور تاروز قیامت جاری رہے گا۔ جبکہ بعثت رسل کا سلسلہ سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آکر ختم ہو چکا ہے۔ اسی وجہ سے آپ خاتم النبین ہیں۔ آپ کی شریعت خاتم الشرائع ہے اور آپ کی امت خاتم الامم ہے اس لحاظ سے آپ کی امت کا مذہب بفرمان رب ذوالجلال "ان الدین عند اللہ الاسلام" صرف اسلام ہے اور اسلام کو ماننے کی بناء پر آپکی امت، امت مسلمہ ہے۔

گزشتہ صدی میں ایک شخص مسمی مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور ان لوگوں کو مسلمان قرار دینے لگا جو اسکے دام تزویر میں پھنس کر اس کا شکار بن گئے۔ اور پھر اسی پر بس نہیں بلکہ مسلمانوں کو کفار، خنزیر اور مسلمانوں کی عفت مآب خواتین کو جنگلوں کی سورنیاں اور کتیاں وغیرہ کہہ دیا۔ جب اپنے اس کردار کی بناء پر اس نے مسلمانوں کا ردعمل دیکھا تو بجائے اسلام کے ایک اور نام سے اپنے مذہب کی بنیاد رکھی۔ اور وہ نام ہے "احمدیت" اس مضمون میں اس بات کی وضاحت کی جائے گی کہ آیا جن وجوہات کی بناء پر وہ اپنے مذہب کو احمدیت کہتے ہیں یہ درست ہے یا غلط۔ (۱) سب سے پہلے اس بات کا سمجھنا ضروری ہے کہ احمد کون ہے (۲) احمدیت کی نسبت مرزائی کس طرف کرتے ہیں۔ (۳) یہ نسبت درست ہے یا کہ غلط (۴) احمد کی نسبت اگر درست نہ ہو تو پھر ان کے مذہب کا نام کیا ہونا چاہیے۔

احمد :

احمد حضرت محمد ﷺ کے اسماء مبارکہ میں سے ایک اسم ہے۔ قرآن و حدیث اور تواتر امت اس پر گواہ ہیں۔

قرآن مجید میں مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ نے اپنے بعد بلا فصل آنے والے جس نبی کی بشارت فرمائی تھی۔

"و مبشراًبرسول یاتی من بعدی اسمہ احمد "(سورہ صف پ ۲۸ رکوع ۱)

اس میں آپ نے اس نبی کا نام نامی احمد بیان فرمایا تھا اب تاریخ بعثت انبیاء کو اٹھا کر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد مبعوث ہونے والی ذات گرامی حضرت محمد ﷺ کی ہی ہے۔ اور آپ کا فرمان ہے ان اولی الناس بعیسیٰ ابن مریم لیس بینی و بینہ نبی

کہ میں تمام لوگوں میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زیادہ قریب ہوں میرے اور ان کے درمیان اور کوئی نبی نہیں ہے لہذا ثابت ہوا کہ آپ ﷺ ہی بشارت مسیحا ہیں اور آپ ہی کا نام احمد بمطابق بشارت حضرت

عیسیٰ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے "ساخبر کم باول امری دعوۃ ابراھیم و بشارۃ عیسیٰ "(مشکوۃ)
چنانچہ اس سے ثابت ہوا کہ جس طرح آپ ﷺ حضرت ابراھیم علیہ السلام کی دعا "ربنا و ابعث فیھم رسولاً "
کا ثمرہ ہیں اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت "اسمہ احمد" کے بھی آپ ہی مصداق ہیں۔

عن جبیر بن مطعم قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان لی اسماء انا محمد و انا احمد و انا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی و انا العاقب لیس بعدی نبی (ترمذی ، موطا امام مالک فتح الباری)

حضرت جبیر بن مطعم سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ ارشاد فرماتے تھے کہ میرے لیے نام ہیں۔ میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں۔ میرے ذریعے سے اللہ کفر کو مٹائے گا۔ میں حاشر ہوں کہ لوگ میرے قدم پر اٹھائے جائیں گے۔ اور میں عاقب ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے اس مقام پر اپنے پانچ نام بیان فرمائے ہیں پہلے دو ذاتی نام ہیں اس وجہ سے آپ نے ان کی تشریح نہیں فرمائی جبکہ دوسرے تین اسماء کی خود ہی تشریح فرما دی کیونکہ یہ صفاتی نام ہیں۔

"اسمی فی القرآن محمد و فی الانجیل احمد "(خصائص الکبری (ج ۱ ص ۷۸ ، شرح الشفا جلد ۱ ص ۴۸۹)

میرا نام قرآن میں محمد ہے اور انجیل میں احمد ہے۔قادیانیوں کے سرغنہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی کئی مقامات پر تسلیم کیا ہے کہ احمد آنحضرت ﷺ کے اسماء مبارکہ میں سے ایک اسم ہے

(۱) تم سن چکے ہو کہ ہمارے نبی کے دو نام ہیں ایک محمد اور یہ تورات میں لکھا ہے۔اور دوسرا نام احمد ہے اور یہ نام انجیل میں ہے (اربعین مطبوعہ ۱۹۰۲ نمبر ۴ ص ۱۵)

(۲) حضرت رسول کریم ﷺ کا نام احمد وہ ہے جس کا ذکر حضرت مسیح (عیسیٰ علیہ السلام) نے کیا۔

یاتی من بعد ی اسمہ احمد

کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ وہ نبی میرے بعد بلا فصل آئے گا۔ یعنی میرے اور اس کے درمیان اور کوئی نبی نہ ہوگا (ملفوظات احمد یعنی ڈائری ۱۹۰۱ ص ۴، ۵، اخبار الحکم ۳۱ جنوری ۱۹۰۱)

مرزا کے ان حوالجات سے معلوم ہوا کہ :

(ا) تورات میں آنحضرت ﷺ کا نام محمد ہے

(ب) انجیل میں آنحضرت ﷺ کا نام احمد ہے

(ج) یاتی من بعدی اسمہ احمد سے مرزا کے نزدیک حضور ﷺ ہی مراد ہیں۔

(د) حضرت عیسیٰ نے بشارت دی تھی کہ احمد نبی میرے بعد بلا فصل آئے گا

نسبت احمدیت :اب مرزائیوں کو دیکھنا ہے کہ وہ احمد کا مصداق کس کو مانتے ہیں اور احمدیت کی نسبت

کس کی طرف کرتے ہیں۔ مرزا کے چند حوالجات پہلے گزر چکے ہیں اور مزید بھی ایک حوالہ ملاحظہ ہو "اور اس فرقے کا نام فرقہ احمدیہ اس لئے رکھا گیا کہ ہمارے نبی ﷺ کے دو نام تھے، ایک محمد ﷺ اور دوسرا احمد ﷺ (اشتہار واجب الاظہار مورخہ ۴ نومبر، ۱۹۰۰ء ص ۴) اس سے ثابت ہوا کہ احمد آنحضرت ﷺ کا نام ہے اور احمدیت کی نسبت آنحضرت ﷺ کی طرف کی جارہی ہے۔

جبکہ مرزائی پارٹی کے امیر ثانی مرزا غلام احمد کے بیٹے مرزا محمود نے لکھا ہے کہ "حضرت مسیح موعود (دجال قادیان) بیعت لیتے وقت یہ اقرار لیا کرتے تھے کہ "آج میں احمد کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں" (کلمتہ الفصل ۳، ص ۱۳۹) پھر اسی پر بس نہیں بلکہ آپ نے اپنی جماعت کا نام بھی احمدی جماعت رکھا۔ مرزا محمود کی اس عبارت سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ احمد مرزا (دجال قادیان) کا نام ہے اور مرزا نے اپنی جماعت کا نام بھی اسی نسبت سے رکھا ہے۔ مگر جب ہم مرزا سے پوچھتے ہیں کہ "اے معجون مرکب"! (یہ نام اس نے اپنے لیئے خود وضع کیا ہے) تیرا نام کیا ہے؟ تو وہ کتاب البریہ ص ۱۶۲ حاشیہ پر لکھتا ہے کہ "میرا نام مرزا غلام احمد ہے" اور اسکے بیٹے کی تصنیف سیرت المھدی سے پتہ چلتا ہے کہ بچپن میں اس کا نام سندھی یا دسوندی بیگ تھا مگر جب مرزا محمود کی عبارات ملاحظہ کی جاتی ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اندرون خانہ مرزا نے اپنا نام احمد رکھا ہوا تھا اور اسی نام پر اپنے مریدین سے بیعت لیتا تھا۔ کیا خوب کسی نے کہا ہے: "گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے" پھر مرزا محمود کی عبارت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مرزا نے اپنی جماعت کا نام احمدیت اپنی طرف منسوب کر کے رکھا تھا جبکہ مرزا کی عبارت پہلے مذکورہ ہے کہ احمدیت کی نسبت آنحضرت ﷺ کی طرف ہے۔ بہر حال مرزا غلام احمد جس چیز پر پردہ ڈالنا چاہتا تھا اسکے بیٹے نے اس کو بالکل بے نقاب کر کے رکھ دیا۔

مرزائیوں کے الحاد کو ذرا اور وضاحت سے پڑھیے (و مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد) اس پیشگوئی کے حقیقی مصداق آنحضرت ﷺ نہیں بلکہ آپ کا غلام حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) علیہ الصلاۃ والسلام ہیں۔ (مذہبی انسائیکلوپیڈیا یعنی مرزائی پاکٹ بک ص ۵۹۶)

مرزائیوں کی مراد :

قارئین آپ نے قادیانیوں کی مکاری اور فریب کو ملاحظہ فرمایا کہ وہ کس طرح آنحضرت ﷺ کے اسم احمد کو بے باک ہو کر مرزا پر چسپاں کرتے ہیں گمران کا یہ فعل یہودیانہ تحریف اور جاہلانہ دلیل بازی سے ذرا کم نہیں ہے۔

(۱) علم معانی کا مشہور قاعدہ ہے "لا استعارۃ فی الاعلام" کہ کسی بھی علم سے استعارہ مراد نہیں لیا جاسکتا۔ اب اس قاعدے کی رو سے دیکھا جائے تو احمد حضور ﷺ کا علم ہے (جو کہ مرزائیوں کے سرغنہ کو بھی مسلم ہے) اس لیئے وہ استعارہ کے رنگ میں مرزا پر پورا نہیں آتا ہے اور نہ ہی اسے مرزا پر چسپاں کیا جاسکتا ہے۔ پھر مرزا کا اپنا نام بھی یہ نہیں ہے۔ اب جبکہ "احمد" جو کہ حضور ﷺ کا اسم علم ہے اس کو ہی مرزا پر چسپاں نہیں کیا جاسکتا تو پھر احمدیت کی نسبت مرزا کی طرف کس طرح درست ہوسکتی ہے۔

(۲) مرزا کو مسلّم ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کے مصداق آنحضرت ﷺ ہیں اور آپ ہی کا نام انجیل میں احمد ہے تو ایسی صورت میں مرزائی پاکٹ بک کے مصنف کا مرزا کو اس کا مصداق گردا ننا ناانصافی ، بددیانتی ، لادینی ، یہودیانہ تحریف اور دجالانہ دلیل بازی ہے کیونکہ اس سے قبل چودہ صدیوں کے مفسرین اور مجددین نے بھی اس سے مراد حضور ﷺ ہی لئے ہیں۔

(۳) اولاً تحریر کر دیا ہے کہ مرزا کا نام دسوندی بیگ یا غلام احمد تھا نہ کہ احمد۔ اور احمد آنحضرت ﷺ کا اسم مبارک ہے۔ اب بالفرض مرزا کا نام غلام احمد ہی ہے، دسوندی نہیں ہے تو پھر بھی کیا لفظ احمد اور غلام احمد میں کوئی فرق نہیں ہوتا؟ اگر ہوتا ہے تو پھر مرزا کو اس کا مصداق ٹھہرانا غلط ہے۔ پھر جب مرزا کو اس کا مصداق ٹھہرانا ہی غلط ہے تو اسکی طرف احمدیت کی نسبت کرنا بدرجہ اُولیٰ غلط ہے اور اگر مرزائیوں کو بھی علم ہے کہ اللہ کے صفاتی ناموں میں ایک نام قادر ہے اور مرزا کے ایک بھائی کا نام غلام قادر تھا تو پھر یہاں قادر اور غلام قادر میں بھی کوئی فرق نہ کرو اور بڑے بھائی کو اپنا خدا بنالو (جس طرح کہ الصاعقہ خدائے ہلاش اور ربنا عاج وغیرہ کے پجاری ہو) اور پھر اسکی سرکردگی میں بڑے شوق اور آرام کے ساتھ جس منصب کو بھی مناسب سمجھو مرزا کو بیٹھوالو۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

(۴) مرزا محمود نے اپنے باپ کی جس اصلیت کا اظہار (دانستہ یا غیر دانستہ جس طریقے سے بھی) کیا ہے اس پر وہ مبارک کا مستحق ہے کہ اس نے مرزا کے اس ڈھکے ہوئے بدبودار برتن سے ڈھکن اٹھا کر لوگوں کو تبنہ کیا ہے جسے مرزا مشک زعفران بنا کر عوام ے سامنے پیش کرتا رہا۔

(۵) مرزا نے (مذکورہ بالا) تحریر میں بوضاحت لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ کی اس بشارت کا مصداق وہ نبی ہے جو ان کے بعد بلا فصل آیا۔ اب مرزائی پاکٹ بک والا اور اس کے ہم خیال جملہ مرزائی دو باتوں میں سے ایک بات کا انتخاب کر لیں۔ یا تو حضور ﷺ کو حضرت عیسیٰ کے بعد نبی بلا فصل تسلیم کریں یا مرزا قادیانی کو۔ اگر تو وہ مرزا کو حضرت عیسیٰ کے بعد نبی بلا فصل مانیں گے تو یہ بات ان کے اپنے مسلمات کے بھی خلاف ہے اور اگر حضور ﷺ کو آپ کے بعد نبی بلا فصل مانتے ہیں تو پھر احمد بھی آنحضرت ﷺ ہی ہیں نہ کہ مرزا۔ پھر جب مرزا اس کا مصداق ہی نہ ہوا اسکی طرف یہ نسبت بھی نہیں ہو سکتی۔

(۶) مرزائی ابھی تک بھی احمدیت کی نسبت جو حضور ﷺ کی طرف کرتے ہیں یہ بہت ہی غلط حرکت اور غلط نظریہ ہے ایک اس وجہ سے کہ وہ ایک نئے نبی کے پیروکار ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور بقول مرزا نئے نبی و رسول کی شریعت بھی نئی ہوتی ہے (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۳۹) اب ان کو کیا حق ہے کہ تابع تو نئی شریعت اور نئے مذہب کے ہوں اور گزشتہ نبی کی طرف اپنی نام نہاد شریعت کی نسبت کریں۔ دوسرا اس وجہ سے بھی کہ جب انہوں نے سیاسی طور پر ریڈکلف کے سامنے مسلمانوں سے الگ فائل پیش کی۔

ظفر اللہ قادیانی نے قائد اعظم کو مسلمان اور اپنے آپ کو کافر یا قائد اعظم کو کافر اور اپنے آپ کو مسلمان کہہ کر ان کے جنازے میں شریک نہ ہوا اور مذہبی طور پر بھی خود ہی علیحدہ عبادت گاہیں بنا کر، مسلمانوں سے عدم مناکحت کر کے اور نماز جنازہ تک میں شرکت نہ کر کے اس بات کا ثبوت فراہم کر دیا ہے کہ وہ حضرت احمد ﷺ کی امت سے الگ امت ہیں۔ اب قادیانیوں کو چاہیئے کہ آئندہ اپنے نام نہاد مذہب کے لئے احمدیت کا استعمال بند کر دیں ورنہ ان کا وہی حشر ہوگا جو مسیلمہ کے جانشین کا ہوا ہے۔ ارباب اختیارات اپنے اختیار کے ذریعے اور قانون دان حضرات قوانین کے ذریعے قادیانیوں کو اس لفظ کے استعمال سے ہر حیثیت میں روکیں اور قانون کو حرکت میں لائیں۔

قادیانی جماعت کے مذہب کا نام :

جب یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ قادیانی جس طرف بھی نسبت کر کے اپنے مذہب کا نام احمدیت رکھیں۔ وہ غلط ہے تو ان کو چاہیے کہ آج ہی سے باقاعدہ اپنے مذہب کا کوئی نیا نام رکھ لیں۔ اور اگر ان کو یہ عذر ہو کہ مرزا کی وفات کے بعد مٹھن لال یا ٹیچی ٹیچی (مرزا کے فرشتے) نہیں آئے کہ ان سے اس بارے میں مشورہ لیا جائے..... تو پھر یہ حضرات غور کریں۔ (۱) اپنے مذہب کا نام قادیانیت رکھ لیں کیونکہ اس فتنہ کی جڑ قادیان ہے اور پھر اسی قادیان میں ان کے سرغنہ کو سپرد خاک کیا گیا ہے اور پھر اس وجہ سے بھی کہ مباحثہ راولپنڈی میں یہ حضرات اپنا تعارف خود ہی قادیانی جماعت کے نام سے کرتے ہیں۔ لہذا مناسب ہے کہ وہ اسی نام کا انتخاب کر لیں۔ (۲) یا پھر مرزائیت رکھ لیں۔ مرزائیت بھی ہم اس لیے نہیں کہتے کہ ان پر کوئی طنز کر رہے ہیں۔ بلکہ ان کے مذہب کے لئے مرزائیت عزت کا نام ہے۔ اسکے لئے بھی ایک مستند حوالہ موجود ہے اور وہ یہ کہ مرزا آنجہانی کی زندگی میں سالانہ جلسہ کے موقعہ پر سیکنڑوں مرزائیوں کے مجمع میں ایک قصیدہ پڑھا گیا جس میں مرزا علیہ ما علیہ کے مریدین کی بڑی تعریفیں کی گئیں۔ جب لاہوری مرزائی گروپ کے ڈکٹیٹر کی تعریف کا وقت آیا تو اسکی تعریف میں یہ شعر پڑھا گیا۔

کیا ہے راز طشت ازبام جس نے عیسویت کا
یہی وہ ہیں یہی وہ ہیں یہیں ہیں پکے مرزائی۔(۱)

یہ قصیدہ میر قاسم علی ایڈیٹر "فاروق" نے مجمع میں پڑھا جس کو اگر اجماع امت مرزائیہ کہا جائے تو بجا ہے اور لطف کی بات تو یہ ہے کہ مرزا آنجہانی نے بھی اس پر ناراضگی کا اظہار نہیں کیا اور اس مجمع میں لاہوری اور قادیانی ہر دو گروپ کے افراد موجود تھے اور دونوں نے اسے پسند کیا۔ اس لئے قادیانی اور لاہوری دونوں کا مشترکہ نام مرزائی ہی ہے۔ اب جس طرح عیسائیوں کے مذہب کا نام عیسائیت اور بہائیوں کے مذہب کا نام بہائیت ہے اسی طرح مرزائیوں کے مذہب کا نام بھی احمدیت نہیں بلکہ مرزائیت ہونا چاہیئے۔

(۱) بحوالہ اخبار "بدر" ۱۷ جنوری ۱۹۰۷ء۔

فیض محمد فیض (خانقاہ شریف بہاولپور)

قادیانی ووٹ کا اندراج اور اس کا انجام

اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ اسی نے ہمیں امت محمدیہ میں پیدا فرمایا اور پھر اپنے نبی ﷺ کی پہچان کے سلسلے میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لیکر بعد کے ہر دور میں صالح لوگوں کے ذریعہ سے علماء کرام کی تبلیغ سے اور مصلح اشخاص سے خاتم الانبیاء ﷺ کی توقیر و ناموس کی اہمیت اجاگر کی۔ اس کے باوجود کہ ہر دور میں جھوٹے مدعیانِ نبوت اوز کرائے کے مجدد کبھی مہدویت کا لبادہ اوڑھ کر اور کبھی مسیح موعود کی چادر لپیٹ کر دنیا میں نمودار ہوئے لیکن بالآخر ذلت و رسوائی کی گھاٹی میں ایسے اترے کہ مٹنے والوں کا نشان تک نہ رہا لیکن اللہ پاک نے خاتم الانبیاء کی عزت و ناموس کی خاطر ہر دور میں صدیق اکبرؓ جیسے بے باک اور نڈر انسان پیدا فرما کر ان لوگوں کا قلع قمع کیا اور ان کی دکانداری کو ٹھپ کیا۔

زیر نظر واقعہ میرے عزیز دوست ماسٹر اعجاز انور صاحب کے ساتھ پیش آیا جو کہ چک نمبر 67/DB تحصیل یزمان کے رہائشی ہیں اور چک نمبر 66/DB میں ان کی ڈیوٹی بطور شمار کنندہ ووٹوں کے اندراج میں لگی۔

راقم چک نمبر 65/DB میں تقریباً سات برس بطور P.T.C ٹیچر تعینات رہا ہے اور مدرس بشارت احمد راقم کے ساتھ کچھ عرصہ ایک ہی سکول میں تعینات رہا۔ مدرس بشارت احمد قادیانی ہے یہ عقدہ راقم پر تقریباً چھے ماہ اکٹھی ملازمت کرنے کے بعد کھلا۔

ووٹوں کے اندراج کے سلسلے میں جناب ماسٹر اعجاز انور صاحب جب چک نمبر 66/DB میں پہنچے تو ایک قادیانی گھرانے کے فرد نے کہا کہ میں قادیانی ہوں اور مسلمانوں میں اپنے ووٹ درج نہیں کراتا۔

ماسٹر صاحب نے اقلیتی فارم پیش کئے اور کہا کہ بھائی اگر تم قادیانی ہو تو آؤ اقلیتی فارم پر کرو اور بطور ووٹر آپ کا اندراج ہو جائے۔ اس طرح نبی احمد نامی نوجوان نے بطور قادیانی ووٹر اپنا فارم پر کیا اور دستخط کر کے رسید لے لی۔ کیونکہ چک نمبر 66/DB میں ایک ہی گھرانہ قادیانی ہے۔ لہٰذا اقلیتی فارم محض ایک ہی پر ہوا۔ ووٹوں کے اندراج کے بعد جناب اعجاز انور صاحب نے فارم مکمل کئے اور اپنے A.R.O کے پاس جمع کرا دیئے۔

جانے کس طرح قادیانی ووٹ کے اندراج کا پتہ ماسٹر بشارت احمد کو لگا جو کہ چک نمبر 63/DB کا رہائشی ہے۔ مذکورہ چک میں تقریباً چھے سات گھرانے قادیانی ہیں اور ماسٹر بشارت احمد ان کا جماعتی لیڈر ہے اور ربوہ سے مربوط ہے۔ جب بشارت احمد کے کانوں میں قادیانی ووٹ کے اندراج کی بھنک پڑی تو انہیں مرزا غلام احمد کی نبوت کی کشتی ہچکولے کھاتی نظر آئی۔ بشارت احمد اپنی تگ و دو سے اسے بچانے میں مصروف تھا۔ میں ہر گز نہیں سمجھ سکا کہ ایک جھوٹے نبی کا پیروکار اپنے ضمیر کی آواز کے تحت ووٹ درج کراتا ہے اور اس

کے نبی کی شریعت ایک ووٹ کے اندراج سے ڈگمگاتی ہے۔ حالانکہ مذکورہ جھوٹے نبی کا اور ووٹ کا تعلق تو جنم جنم کا ہے۔ یعنی دونوں کا قبلہ ایک ہی "برطانیہ" محسن ہے۔

تو بشارت احمد فوراً چک نمبر 66/DB میں نبی احمد نامی قادیانی کے پاس پہنچا اور کہا کہ تم نے یہ کیا کیا ہم تو تمہارے ایک آدمی کے قادیانی تسلیم کئے جانے پر اور ووٹ کے اندراج پر سخت پریشان ہیں بلکہ ربوہ سے اطلاع آئی ہے بہاولپور ہی سب سے پہلے ہمارے مذہب کے جنازے پر کیل ٹھونک چکا ہے۔ اور ایک کیل تم قادیانی ہو کر ٹھونک رہے ہو۔ وہ اس نبی احمد کو لیکر جناب ماسٹر اعجاز انور کے پاس گیا اور کہا کہ ہمارا قادیانی ووٹر خارج کرو۔ ماسٹر صاحب نے بتایا کہ میں تو فارم مکمل کر کے ARO کے پاس جمع کرا چکا ہوں اب تمہارے مسئلے کا حل میرے پاس نہیں ہے۔ یہ دونوں پریشان جناب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول 117/DB کے پاس پہنچے تو انھوں نے صاف جواب دیا کہ یہ کام میرے بس کا ہرگز نہیں اب تم جو کچھ کرنا چاہتے ہو عدالت میں جا کر کرو۔ اگلے دن ماسٹر بشارت احمد نے نبی احمد کو ساتھ لیا اور یزمان میں سول جج جناب شریف جنجوعہ صاحب کے پاس ووٹ کے اخراج کی درخواست گذاردی۔ انھوں نے درخواست گذار کو اور شمار کنندہ کو مع ARO صاحب مقررہ تاریخ پر عدالت کا پابند کر دیا۔

پیشی کے دن نبی احمد قادیانی کے ساتھ بطور معاون بشارت احمد قادیانی بھی عدالت میں موجود تھا۔ دیگر ووٹروں کے بعد جب قادیانی ووٹر کی باری آئی تو اعجاز انور صاحب بطور شمار کنندہ موجود تھے۔ شریف جنجوعہ سول جج یزدانی نے ان سے پوچھا!

سول جج: درخواست گذار نبی احمد کون ہے۔

درخواست گذار: میں ہوں نبی احمد جناب۔

سول جج: آپ کس مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔

درخواست گذار: جناب میں قادیانی ہوں۔

سول جج: (حیرت زدہ ہو کر) بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو کہ قادیان ایک جگہ کا نام ہے اور تم لوگوں نے اپنے مذہب کو علاقائی نسبت دے رکھی ہے۔ تم کیسے لوگ ہو کہ ایک جگہ کے حوالے سے اپنا مذہب بنائے پھرتے ہو۔ تمہارے مذہب کی کیا بات ہے کہ علاقے اور ایک جگہ کے حوالے سے مذہب کا نام لیتے ہو بہت افسوس ہے۔

سول جج: تم کس نبی کے پیروکار ہو۔

درخواست گذار: جناب میں مرزا غلام احمد کو نبی مانتا ہوں۔ اور اسی کا پیروکار ہوں۔

جج صاحب: (سر پکڑتے ہوئے) بے حد افسوس ہے۔ میں نے تاریخ کا اور مذہب کا کافی مطالعہ کیا ہے لیکن آج تک کسی نبی کے نام کے دو لفظ نہیں ملے۔ نبی کا ہمیشہ ایک نام ہوتا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام، نوح علیہ السلام وغیرہ۔ لیکن یہ غلام احمد کیسا نام ہے یہ تو احمد کا غلام ہو گیا۔ احمد کے غلام کو نبوت کے دعویٰ کا کیا حق

ہے؟ تم لوگ کچھ تو سوچو یہ عدالت ہے۔ غلام احمد جو کہ احمد کا غلام کہلواتا ہے نبی کیسے ہوسکتا ہے۔ ؟

(دونوں قادیانی خاموش، سکتہ طاری) سول جج صاحب نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ:

اچھا یہ بتاؤ کے مرزا غلام احمد نے باقاعدہ تعلیم حاصل کی یعنی سکول میں پڑھنے کی غرض سے بھیجے گئے۔

بشارت احمد نے جواب دیا کہ: ہاں۔

سول جج: اور آج تک تاریخ گواہ ہے کہ نبی کا کوئی استاد نہیں ہوتا۔ نبی اپنی تعلیم روحانی طور پر اللہ تعالی سے حاصل کرتے ہیں اور پوری دنیا گواہ ہے کہ مرزا غلام احمد نے سکول میں جا کر اپنے استاد سے الف ب پڑھی اور استادوں کی جھڑکیاں سنتے رہے۔

میں بات لمبی نہیں کرنا چاہتا لیکن بے حد افسوس کی بات ہے کہ تم لوگوں نے کس طرح کا علیحدہ فرقہ بنا ڈالا ہے۔ بہر حال ووٹ اگر تم لوگ خارج کرانا چاہتے ہو تو وہ تمہارا قانونی حق ہے۔ آپ لوگ جائیں آپ کا ووٹ خارج ہو گیا۔

اس کے ساتھ ماسٹر اعجاز انور صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ H/S سکول جناب رشید مجاہد صاحب اور دونوں قادیانی اپنے مذہب پر سے قادیانی ووٹ کا بوجھ اتار کر عدالت سے باہر آ گئے۔

عدالت سے باہر آ کر ماسٹر اعجاز انور صاحب نے بشارت احمد سے پوچھا کہ باہر تم بڑی باتیں کرتے ہو۔ لیکن جج صاحب سے تو تم نے اپنے مذہب کے دفاع میں کوئی بات نہیں کی۔ بشارت احمد نے جواب دیا کہ ہم بات لمبی نہیں کرنا چاہتے تھے اس جج کو کیا پتہ کہ مرزا غلام احمد کیا شئے ہے۔

(ہٹ دھرمی اور بے شرمی کی انتہا ہے) لعنتہ اللہ علی الکاذبین

فیض محمد فیض

خانقاہ شریف بہاولپور

اپنے عطیات اور زکواۃ و صدقات مدرسہ معمورہ ملتان

کو عنایت فرمائیں مدرسہ میں رہائش پذیر طلباء کے اخراجات اور نئی درسگاہوں اور رہائشی کمروں کی تعمیر کے لئے اہل خیر حضرات فوراً توجہ فرمائیں

ترسیلِ زر کا پتہ

بذریعہ منی آرڈر:۔ سید عطاء المحسن بخاری۔ مہتمم مدرسہ، دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان فون: 511961

بذریعہ بنک:۔ اکاؤنٹ نمبر 29932، حبیب بنک حسین آگاہی ملتان

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی اپیل

AHMADYYA MOVEMENT
BRITISH-JEWISH
CONNECETION

اور سابق سیشن جج گورداس پور مسٹر جے ڈی کھوسلہ کے فیصلے کا متن

جناب بشیر احمد کی کتاب "احمدیہ موومنٹ، انگریز، یہودی، تعلقات" کا ترجمہ

☆☆ تصحیح: ☆☆

زیر نظر مضمون کی گزشتہ قسط اکتوبر ۱۹۹۶ء کے شمارہ میں شائع ہوئی۔ اس کے صفحہ ۳۵ سے ۳۸ کی چھٹی سطر کے ان الفاظ "کفر پر ضربیں لگائیں" تک کا حصہ صفحہ ۴۲ کے آخر سے آگے شروع ہوتا ہے۔ اس سہو پر ہم قارئین سے معذرت خواہ ہیں (مدیر)

بارہ جون ۱۹۳۵ء کو (سابق) سیشن جج گورداس پور، مسٹر جے۔ ڈی۔ کھوسلہ نے سد عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمے کا ایک یادگار فیصلہ سنایا۔ اس کیس میں شاہ جی علیہ الرحمتہ کی دفاعی کونسل کے ارکان یہ تھے۔ (۱) مولانا مظہر علی اظہر (۲) مولانا عبدالکریم آف مباہلہ۔ (۳) لالہ پشاوری مل۔ (۴) خان شریف حسین اور (۵) مولانا رحمتہ اللہ مہاجر۔ تعزیرات ہند کی دفعہ 153-A9c کے تحت حضرت شاہ جی کو مجرم قرار دے کر عدالت زیریں نے آپ کو احرار کانفرنس قادیان کی تقریر مورخہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۳۴ء چھے ماہ قید بامشقت کی سزا سنادی تھی۔

قادیانیت کا تاریخی جائزہ

درخواست دہندہ کے خلاف عائد کردہ الزامات کی تفتیش و تحقیق سے قبل۔ ان حقائق کو بیان کرنا ضروری ہو جاتا ہے جو نکات اس مسئلہ سے پیدا ہونے کی گنجائش رکھتے ہیں۔ آج سے نصف صدی قبل قادیان کے ایک شخص غلام احمد نے دنیا بھر کے لئے اعلان کیا کہ وہ "من جانب اللہ" ایک نبی موعود یا رسول موعود ہے۔ اس اعلان کے فوراً بعد بہ یک وقت اس نے اسلام کے ایک مذہبی پیشوا کا روپ دھار لیا اور ایک نئے فرقے کی بنیاد رکھ دی۔ اس (نئے) فرقے کے ارکان اگرچہ اپنے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے تھے۔ لیکن بعض ایسے عقائد اور اصولوں پر ایمان رکھتے تھے جو امت محمدیہ کے مسلّمہ عقائد کے برعکس تھے اور مکمل طور پر (مسلمان ہونے کے) جھوٹے دعویٰ پر مشتمل تھے۔ مذکورہ فرقہ، جو مختلف النوع خدوخال کا مالک ہے اور اس کی شناخت کئی ایک ناموں سے معروف ہے۔ مثلاً قادیانی، مرزائی، احمدی۔ اس کے ارکان اپنے فرقے کے بانی اور موجد کو جو مرزا کہلاتا تھا، چھپے ہوئے مفہوم میں اس (مرزا) کی نبوت پر ایمان رکھتے تھے۔ قادیانیوں نے جلد ہی ایک تحریک کی شکل اختیار کر لی۔ مسلمانوں کی اکثریت کی طرف سے قادیانی دھرم کے بانی کے جھوٹے مذہبی دعوے کی فوقیت کے خلاف ناراضی کا پیدا ہونا ایک فطری امر تھا۔ زہریلے دانتوں والے اس نئے (قادیانی) مذہب نے جوابات کی تندی اور تیزی میں مبتلا ہو کر اپنے نہ ماننے والوں پر کافر ہونے کی تہمت

لگائی۔ کافر ہونے کا یہ خطاب ان مسلمانوں کو مرزا قادیانی نے دیا تھا۔ قادیانی جو بیرونی تنقید سے غافل اپنے محفوظ مقام (قادیان) کے اندر سلامتی اور مضبوطی کے ساتھ وابستہ تھے، مستقبل سے بے نیاز وہ انہی حالات میں پھل پھول رہے تھے۔ اس امتیازی حفاظتی پوزیشن نے قادیانیوں کے اندر خود پسندی اور تکبر کو جنم دیا۔

قادیانی دہشت گردی کے ٹھوس ثبوت اور قادیان سے جلاوطنی کے مقدمات

کہا جاتا ہے۔ کہ اپنے دلائل اور (قادیانی) مقاصد کو طاقتور بنانے کی خاطر قادیانی ایسے ایسے ہتھیاروں سے کھیلتے تھے کہ بالعموم ان ہتھیاروں کو غیر پسندیدہ کہا جاسکتا ہے۔ جو لوگ قادیانی حلقے میں آنے سے انکار کر دیتے انہیں نہ صرف یہ کہ ڈرا دھمکا کر، بزدل بنا دیا جاتا۔ بلکہ ان کا معاشرتی بائیکاٹ کیا جاتا (ٹھیٹ اردو محاورے کے مطابق ان کا ''حقہ پانی بند'' کر دیا جاتا، للمترجم) مذہبی حقوق سے خارج کر دیا جاتا۔ بعض اوقات تو ان کے ساتھ اس سے بھی بدترین سلوک روا رکھا جاتا۔ ان افعال کو جاری رکھ کر، اکثر و بیشتر (قادیانیت کے) نو معتقدین کو مضبوط بنایا جاتا۔ مذکورہ احکامات پر عملدر آمد کے لئے قادیان شہر میں قادیانی (گوریلوں کے) دستے تیار کر لئے گئے۔ عدلیہ کا روپ دھار کر قادیانیوں نے اپنی عدالتیں قائم کیں ان خود ساختہ قادیانی عدالتوں میں دیوانی اور فوجداری مقدمات کے فیصلے سنائے جاتے۔ قادیانی عدالتوں کے فیصلوں پر عملدر آمد کرایا جاتا۔ فوجداری مقدمات میں ملزموں کو سزائیں سنائی جاتیں۔ یہ حقیقت ہے کہ (منکرین مرزا یعنی مسلمانوں) لوگوں کو قادیان شہر سے نکال دیا جاتا۔ معاملہ یہیں پر ختم نہیں ہو جاتا بلکہ قادیانی ان (منکرین مرزا) کے گھروں کی جائداد کو تباہ اور انکے گھروں کو نذر آتش کر دیا جاتا۔ بلکہ وہ ان (قادیانیوں) کے ہاتھوں قتل بھی ہو جاتے۔ مذکورہ (قادیانی) جرائم کو شاید مجلس احرار اسلام کی اختراع سمجھ لیا جائے۔ اس لئے چند مضبوط اور ٹھوس شہادتوں کا ذکر یہاں ضروری ہو جاتا ہے۔ جو ٹھوس شہادتیں اس مقدمے کے ریکارڈ پر لائی گئی ہیں۔ ان میں کچھ خاص اشخاص کو قادیان بدر کر دیا گیا کیونکہ یہ لوگ مرزا کے نظریات کے پیروکار نہیں رہے تھے۔ ان کے نام ہیں، حبیب الرحمان (D.W,28) اور اسماعیل (Exribit D-2-33) کا ایک خط موجود ہے جو مرزا محمود (D.W.37) کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے یہ خط حبیب الرحمان (D.W.28) کے نام ایک حکم نامہ ہے کہ وہ قادیان میں داخل نہیں ہو سکتا۔ مرزا بشیر الدین محمود (D.W.20) نے تسلیم کیا ہے کہ یہ خط اسی کا تحریر کردہ ہے۔ (D.W.20) اس امر سے اتفاق کیا ہے کہ اسماعیل کو (قادیانی) برادری سے خارج کر دیا گیا تھا اور قادیان شہر میں اس کا داخلہ ممنوع تھا۔ دوسرے گواہوں کی کثیر تعداد نے (قادیانی) ظلم و تعدی اور جور و استبداد کی سرگزشتیں سنائیں۔ بھگت سنگھ (D.W.49) نے بیان دیا کہ قادیانی اس پر چڑھ دوڑے اور اسے مارا پیٹا۔ غریب شاہ نامی ایک شخص کو قادیانیوں نے زدو کوب کیا۔ جب اس نے قادیانیوں پر مقدمہ دائر کرنے کی کوشش کی تو قادیان شہر کا کوئی بھی شخص اس غریب شاہ کی طرف سے گواہی دینے پر طیار نہیں تھا۔ قادیانی (خود ساختہ) ججوں، منصفوں کی طرف سے فیصلہ شدہ فائلیں عدالت میں پیش کی گئیں جو ریکارڈ پر موجود ہیں۔ مرزا محمود نے تسلیم کیا کہ قادیان شہر میں قادیانی عدالتوں کی کارگزاری تکمیل پا چکی ہے۔ ان عدالتی

معاملات میں مرزا محمود کی عدالت اپیل کرنے کی آخری عدالت ہوتی ہے۔ ان (قادیانی) عدالتوں کے فیصلوں پر بزور قوت بازو یعنی طاقت کے ذریعہ عمل در آمد کرایا جاتا ہے۔ مذکورہ عملدر آمد کی مثال وہ مکان ہے جسے قادیان میں فروخت کر دینے کا حکم نافذ کیا گیا۔ ان (قادیانی) عدالتوں کے لئے ایسے کاغذات تیار کئے جا چکے ہیں جن پر پرائیویٹ مہریں ثبت ہوتی ہیں۔ یہ اسٹامپ فروخت ہوتے ہیں اور مرزا محمود کی عدالت میں پٹیشن کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔ مرزا محمود (D.W 37) نے بیان دیا کہ رضاکار دستے قادیان میں تعینات ہیں۔

مولانا عبدالکریم آف مباہلہ پر قاتلانہ حملہ اور محمد حسین کے قتل کی درد بھری داستان

عبدالکریم کا مقدمہ ایک انتہائی قابل فکر مقدمہ ہے۔ جس کی داستان سچی، حقیقی اور دردناک کہانی ہے۔ عبدالکریم نے قادیانی دھرم اختیار کر لیا اور قادیان چلا گیا۔ وہاں پہنچ کر مقتول قادیانی دھرم کے بارے میں شکوک و شبہات کا شکار ہو گیا۔ اس نے قادیانی عقیدے سے دستبرداری اختیار کر لی۔ اور اس پر ظلم و ستم کے پہاڑ ٹوٹنا شروع ہو گئے۔ عبدالکریم نے ایک اخبار جاری کر دیا جس کا نام "مباہلہ" تھا۔ اس اخبار کو چھاپنے کا مقصد قادیانی دھرم اور اس کے رسم و رواج پر تنقید تھا۔ مرزا محمود قادیان نے اپنی ایک تقریر مطبوعہ "مباہلہ" Exhibit(D.Z.39) میں "مباہلہ" اخبار چھاپنے والے کے بارے میں اس کی موت اور عبدالکریم کو احاطہ کرنے کی پیش گوئی کی تھی۔ وہ (قادیانی) لوگ جو اپنے دھرم کی خاطر عبدالکریم کو قتل کر دینے کے لئے تیار تھے۔ مرزا جی کی اس تقریر نے انہیں سند جواز مہیا کر دی۔ مرزا جی کی اس تقریر کے بعد عبدالکریم پر ایک قاتلانہ حملہ ہوا۔ لیکن وہ بچ گیا۔ محمد حسین جو عبدالکریم کے اغراض و مقاصد (مشن) کا پیرو کار مشہور تھا۔ عبدالکریم پر اس مجرمانہ حملے کے خلاف صدق دل سے ڈٹ گیا۔ محمد حسین کو واقعتہً قتل کر دیا گیا۔ قاتل نے بڑی جدوجہد کی لیکن تختہ دار پر لٹکا دیا گیا۔ پھانسی کی سزا پر عملدر آمد ہو جانے کے بعد (قادیانی قاتل کی) میت کو قادیان لایا گیا۔ اور انتہائی شان و شوکت کے ساتھ بہشتی مقبرے میں دفن کر دیا گیا۔ محمد حسین مقتول کے اس قادیانی قاتل کی تعریف و توصیف کے پل باندھ دئیے گئے۔ قادیانی دھرم کے سرکاری ترجمان روزنامہ "الفضل" قادیان نے قاتل کے اس فعل کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ یہ مشہور کیا گیا کہ قاتل فی الواقع گنہگار نہیں تھا۔ وہ ان (پھانسی کی لعنتی موت، للمترجم) لمحات سے قبل موت کی رسوائی سے بچ گیا تھا۔ اللہ پاک نے اسے پھانسی کی رسوائی سے محفوظ رکھنے کی خاطر اس کی موت سے پہلے ہی اٹھا لیا تھا۔

جب عدالت میں مرزا محمود سے اس معاملہ سے متعلق بیان لیا گیا تو اس نے ایک مختلف کہانی بیان کی۔ اس نے بیان دیا کہ محمد حسین کے قاتل کے جنازے کو اس لئے شان و شوکت دی گئی تھی کہ وہ قانون کی خلاف ورزی پر پشیمان تھا۔ اور اب اس نے اپنے گناہ سے نجات حاصل کر لی تھی۔ (Exhibit.D.Z.40) لیکن دستاویز (D.Z.40) اس کی تردید کرتی ہے اور مرزا محمود کی نیت اور اس کے

رویہ کا پتہ اس اظہار خیالات سے بالکل عیاں ہوتا ہے۔ اتفاق کی بات ہے کہ اس دستاویز کے مضمون کا تعلق لاہور ہائی کورٹ کی توہین میں آتا ہے۔

محمد امین (قادیان) کا قتل

ہمارے سامنے ایک اور حادثہ بھی ہے جس کا تعلق محمد امین (قادیانی) کی موت سے ہے۔ یہ محمد امین قادیانی) تھا اور اس قادیانی فرقے کا مبلغ بھی تھا۔ مرزائی تبلیغ کے لئے اس کو بخارا میں بھیجا گیا تھا۔ لیکن بعض وجوہات کی بنا پر اسے ڈسچارج کر دیا گیا۔ چودھری فتح محمد سیال قادیان (D.W.2) کی ایک ہی ضرب نے محمد امین کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ عدالت زیریں نے اس قتل کا ذکر خلاصے کے طور پر بیان کیا ہے۔ حالانکہ ضرورت اس امر کی تھی کہ مذکورہ قتل کی جانچ پڑتال قریبی ذرائع سے کی جاتی۔ محمد امین (مقتول) قادیانی تھا۔ تاہم مرزا محمود کی ناراضی مقتول کے ذمے واجب الادا تھی۔ اسی بنا پر مقتول ناقابل برداشت تھا۔ محمد امین کو موت کے گھاٹ اتار دینے کے حالات چاہے کچھ بھی ہوں۔ لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ایک ہی ضرب سے اس کی زندگی کے قصے کو تمام کر دیا گیا۔ پولیس میں اس حادثے کی رپورٹ درج کر دی گئی لیکن کوئی بھی عملی قدم نہ اٹھایا گیا۔ یہ دلیل بے فائدہ اور لاحاصل ہے کہ قاتل اپنا دفاع کر رہا تھا۔ کیونکہ اس دفاعی اقدام کا فیصلہ دینا عدالت کا کام ہے۔ مذہبی حلف نامے کے تحت قاتل چودھری فتح محمد سیال (قادیانی) نے عدالت کے سامنے عجیب و غریب انداز میں تسلیم کیا کہ اس نے محمد امین کو قتل کیا تھا۔ انتظامیہ (پولیس) اس معاملے میں کوئی قدم نہیں اٹھا سکتی تھی۔ شنید میں ہے کہ مرزا محمود نے اس حد تک طاقت حاصل کر لی تھی کہ کوئی بھی گواہ آگے بڑھ کر صحیح شہادت دینے کی اپنے اندر جرأت نہیں پاتا تھا۔

مباہلہ بلڈنگ نذر آتش کر دی گئی
قادیان شہر میں لاقانونیت، حکومت مفلوج ہو کر رہ گئی

ہمارے سامنے عبدالکریم کے گھر کا مقدمہ بھی موجود ہے۔ جب اس کو قادیان بدر کر دیا گیا۔ تو اس کے گھر کو آگ لگا دی گئی تھی۔ نظر بہ ظاہر اس رہائشی گھر کو، گرا دینے اور زمین بوس کر دینے کی ایک کوشش قادیان کی سمال ٹاؤن کمیٹی کے ذریعہ کی گئی تا کہ قانون کی خانہ پری بھی کی جا سکے۔ قادیان شہر میں گھروں کو جلا دینے اور قتل کے افسوس ناک واقعات اس لاقانونیت کی طرف سے جو اپنے ساتھ لائی تھی۔ مرزا محمود کی آبرو باختہ زبان کا ان لاکھوں مسلمانوں کے حق میں استعمال، جو مرزا جی پر ایمان نہیں رکھتے تھے، مذکورہ بالا کوائف پر مستزاد تھی۔ مرزا جی کی تحریریں ایسے اونچے درجے کی متقی پاکباز کی انوکھی تفسیر و تشریح مہیا کرتی ہیں جو نہ صرف یہ کہ اپنے آپ کو نبی رسول کہلاتے ہیں۔ بلکہ اللہ پاک کے منتخب بندے "مسیح ثانی" یعنی دوسرے مسیح کے دعویدار بھی ہیں۔ فالج سے متاثر ہو کر حکومتی آفیسر غیر معمولی حد تک شل ہو کر رہ گئے

تھے۔ مرزا جی کے معاملات سیکولر ہوں یا مذہبی۔ ان معاملات کے بارے میں مرزا محمود سے کوئی مؤاخذہ نہیں کیا جاتا تھا۔ مقامی آفیسروں کے سامنے مختلف مواقع پر شکایات پیش کی جاتیں لیکن ان شکایت کنندگان کو کسی قسم کی داد رسی دستیاب نہیں تھی۔ ایک یا دو شکایتیں ہمارے ریکارڈ پر موجود ہیں لیکن ان کے متن کا حوالہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ پیش کردہ کیس کے سوال دعویٰ کے لئے بس اتنا ہی کافی ہے کہ ان حقیقی الزامات کو بیان کیا جائے۔ جن میں قادیانی جور و استبداد، اور قادیانی غلبہ و تمرد کے حقیقی واقعات قادیان شہر میں وقوع پذیر ہوتے رہے۔ لیکن ان کا کوئی نوٹس نہیں لیا گیا تھا۔

احرار کانفرنس نے مسلمانوں کو جمع کر کے ان کے اندر ایک نئی روح پھونک دی

مذکورہ (قادیانی) سرگرمیوں کے سدِ باب اور مسلمانوں کے اندر، ناقدانہ بیداری پیدا کرنے کے لئے (قادیان میں) احرار تبلیغ کانفرنس بلائی گئی۔ احرار کے اس اقدام نے قادیانیوں کے اندر فطری طور پر، ایک ناراضی پیدا کر دی۔ یہ کانفرنس کہیں بھی نہ ہو پائے۔ اس کو روکنے کے لئے قادیانیوں نے دلیرانہ اقدام کئے۔ احرار نے اپنی کانفرنس کے لئے "ایشر سنگھ" کی جگہ حاصل کر لی۔ قادیانیوں نے اس پر قبضہ کر لیا اور ایشر سنگھ کی جگہ پر ایک دیوار کھڑی کر دی۔ دیوار کی اس تعمیر نے قادیان شہر کے اندر احرار کو زمین کا ایک ٹکڑا حاصل کرنے سے بھی محروم کر دیا۔ احرار اسی بنا پر قادیان سے ایک میل دور اپنے جلسے کا انتظام کرنے پر مجبور ہو گئے۔ ایشر سنگھ کی اراضی اور قادیان شہر کے مابین قادیانیوں کی طرف سے ایک دیوار کی تعمیر کرنے سے دونوں پارٹیوں کے مابین تلخیوں کی غمازی ہوتی ہے۔ اور قادیانیوں کی اس خود پسندی اور تکبر کی بھی جنھوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ وہ قبضہ اور اختیار کی اہمیت سے بے خوف ہو چکے ہیں۔

بقیہ از ص ۴۰

سال گزر چکے ہیں۔ اب یہ بحث ختم ہونی چاہیئے اللہ کرے یہ ملک تاقیامت سلامت و آباد رہے۔ ہم آپکے دست و بازو ہیں۔ للہ ہمیں مت توڑیں، خدا گواہ ہے ہم اس ملک میں قادیانیوں اور مذہب اسلام کے خلاف رہنے دین تحریکوں کے علاوہ کسی کو ملک کا غدار نہیں سمجھتے۔ اگر آپکو زور آزمائی کرنا ہے تو دشمنوں کے ساتھ کیجئے ہم دوستوں اور بھائیوں کی طرح آپکے ساتھ ہیں۔ وما علینا الا البلاغ

بقیہ از ص ۲۴

دستر خوان پر بنو ہاشم اور بنو امیہ سب آتے رہے مگر کوئی بھوکا نہیں لوٹا۔ تاریخ کے رافضی اور کذاب راویوں کے پروپیگنڈے میں آ کر ایک جلیل القدر صحابیِ رسول کے مرتبے کو گھٹانے والوں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔
اللہ تعالی ہم سب کو اصحاب رسول ﷺ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

سید کاشف گیلانی

پاکستان کے وفادار اور غدار کون؟

قیامِ پاکستان سے لے کر اب تک پاکستان میں قائم ہونے والی حکومتوں میں انتہائی سیاسی و نظریاتی بعد ہونے کے باوجود ایک قدر مشترک موجود رہی ہے وہ یہ کہ جب بھی کسی برسر اقتدار ٹولے نے اپنے ذاتی و گروہی مفاد کے لئے کام کرنا چاہا تو اس نے پاکستان کے عوام کو پنجابیوں والا "جھاکا" دے کر ان کا رخ مخالفین تحریکِ پاکستان کی طرف موڑ دیا اور لوگوں کو اس نزاع میں الجھا کر اپنا کام کر لیا۔ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ جو لوگ بڑی بڑی نامور اور قابلِ احترام شخصیات پر مخالفین پاکستان ہونے کا الزام لگاتے ہیں انکو اپنے شجرۂ نسب کے بارے میں بھی پوری معلومات نہیں ہیں۔ اور نہ ہی وہ لوگ تحریک آزادی ہند کی اصل روح سے واقف ہیں۔ ان لوگوں نے سیاسی اختلاف کو کفر اور اسلام کی جنگ بنا رکھا ہے۔ اور بزعم خویش وہ قرون اولیٰ کے مسلمان ہیں اور انکے مخالفین قرون اولیٰ کے کفار۔

یہ لوگ اپنی اس بے جا ضد میں ان لوگوں کو فراموش کر بیٹھے ہیں جنہوں نے درحقیقت نہ صرف قیام پاکستان کی مخالفت کی بلکہ پاکستان بن جانے کے بعد بھی انہوں نے پاکستان کو پارہ پارہ کرنے کے لئے اپنی کوشش و سعی جاری رکھی۔

کیا یہ ثبوت انکے لئے کم ہے کہ اس گروہ کادیانیوں نے پاکستان میں اپنے مرنے والوں کی لاشیں امانتاً دفن کر رکھی ہیں۔ اور اپنے کارکنان کو یہ عمومی ہدایت کر رکھی ہے کہ جب بھی موقع ملے وہ ان امانتاً دفن شدہ لاشوں کو کادیان لے جا کر دفن کریں۔ کیا اس میں بھی سمجھنے کی کوئی بات ہے کہ یہ گروہ کب ان لاشوں کو کادیان لے جا کر دفن کرے گا۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کو ہمیشہ قائم و دائم رکھے (آمین) کیا پاکستان کی کوئی باغیرت حکومت اس گروہ ضالہ کو اس بات کی اجازت دے گی کہ وہ اپنی لاشیں یہاں سے نکال کر لے جائیں اور ہمارے مخالف ملک میں دفن کریں۔ میرے خیال میں اس بات کو سمجھنے میں کوئی پیچیدگی نہیں کہ اس گروہ نے پاکستان کو قطعی طور پر تسلیم نہیں کیا اور وہ ابتدا سے اس کوشش میں مصروف ہیں کہ پاکستان معاذاللہ بھارت میں دوبارہ ضم ہو جائے اور یہ گروہ اپنی لاشیں لے جا کر کادیان میں دفن کرے۔ آنجہانی مرزا بشیرالدین کے ایک "الہام" کی رو سے کادیانی پاک بھارت کنفیڈریشن کے نظریہ پر عقیدہ کی حد تک یقین رکھتے ہیں۔

اس کے علاوہ اس گروہ نے کون سا ہتھکنڈہ استعمال نہیں کیا جس سے بین الاقوامی سطح پر پاکستان کو بدنام نہ کیا جا سکتا ہو۔ پاکستان مظلوم ہونے کے باوجود دنیا کی نظروں میں ایک ظالم ملک ہے جس میں اقلیتوں کو جان ومال کا تحفظ حاصل نہیں۔ آنجہانی سر ظفراللہ نے اپنے دور وزارت خارجہ میں دنیا کے مختلف

ممالک میں جا کر قادیانیت کے فروغ کیلئے کام کیا اور سرکاری مراعات و عہدہ کا ناجائز استعمال کیا۔ ان کی ملک سے وفاداری کا تو یہ حال ہے کہ بانیٔ پاکستان محمد علی جناح کے انتقال کے موقع پر سر ظفراللہ نے یہ کہہ کر قائد کا جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا کہ مجھے ایک مسلمان مملکت کا کافر وزیر سمجھ لیں یا قائد کو ایک کافر مملکت کا مسلمان بانی سمجھ لیں۔ چنانچہ سر ظفراللہ کافروں کی قطار میں بیٹھا رہا اور جنازہ نہ پڑھا۔ یہ تو ایک سیاسی بات تھی۔ اب ذرا اپنی حکومتوں کے مذہبی رویے کا جائزہ بھی لے لیجئے۔

بانیٔ پاکستان محمد علی جناح تحریک پاکستان کے ہراول دستے کے کمانڈر تھے۔ انکی دن رات کی کوششوں کی وجہ سے قیام پاکستان ممکن ہوا۔ انکی عزت و تکریم بطور قائد تحریک پاکستان کرنا ہر پاکستانی کا فرض ہے۔ سو وہ عزت و تکریم ہمارے دلوں میں بھی موجود ہے۔ لیکن کسی طرح بھی العیاذ باللہ بانیٔ پاکستان کا تقابل نبی کریم ﷺ سے نہیں کیا جاسکتا۔ جن کے وہ خود امتی ہونے پر فخر کرتے تھے۔ وائے بدقسمتی کہ اسلام کے نام پر حاصل کئے ہوئے اس ملک میں بانیٔ پاکستان کی عزت و ناموس کو تو قانونی تحفظ حاصل رہا ہے جبکہ ہمارے نبی برحق اس تحفظ سے محروم رہے ہیں۔ پاکستان میں قادیانیوں کی تحریک نے رسول اللہ ﷺ کے خلاف وہ زبان درازیاں کیں کہ ناطقہ سر بگریباں ہے۔ کسی حکومت کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ اس ٹولے کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرتا۔ حکومتوں کی اس بے حسی اور لاپرواہی کی وجہ سے علماء حق کو تحفظ ختم نبوت کے نام پر دو عظیم الشان تحریکات (۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء) برپا کرنا پڑیں۔ جس کے نتیجہ میں ہزاروں افراد شہید ہوئے۔ تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں کئی ہزار شہدا کی قربانیاں بظاہر رائیگاں ہو گئیں جبکہ تحریک ثانی میں عوام نے حکومت کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔ اور مرزائی قادیانی ہوں یا لاہوری قانوناً کافر و مرتد قرار پائے اس وقت سے لے کر آج تک مرزائیوں کا یہ ٹولہ بین الاقوامی سطح پر پاکستان کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف ہے۔ اس بات کا کسی بھی حکومت نے نوٹس نہیں لیا۔ بظاہر ربوہ کو کھلا شہر قرار دے دیا گیا لیکن وہاں مسلمانوں کی مساجد میں ختم نبوت یا دیگر اسلامی موضوعات پر تقاریر لاؤڈ سپیکر پر نہیں کی جاسکتیں۔ جبکہ مرزائیوں کو اپنے منفی پروپیگنڈہ کا پورا پورا حق حاصل ہے۔

قائدین کانگریس اور قائدین احرار کی آزادیٔ ہند کے بارے میں اپنی اپنی مخصوص رائے تھی۔ انکی رائے بظاہر مسلم لیگ کی رائے سے مختلف تھی۔ سیاست میں اختلاف رائے رکھنا ہر شخص کا اسلامی حق ہے لیکن یہ کسی طرح بھی ثابت نہیں کیا جاسکتا کہ کانگریس یا احرار کے مسلمان زعماء اپنی اپنی سیاسی آراء میں بددیانت اور خائن تھے۔ جمیعت العلماء ہند، کانگریس، احرار یا مسلم لیگ کی اپنی اپنی سیاسی سوچ تھی اور یہ سب لوگ مخلص تھے۔ آزادی ہند کے بعد مسلمانوں کے مفادات کے تحفظ کے لئے ہر جماعت کے پاس اپنا اپنا پلان تھا۔

قیام پاکستان کے سلسلہ میں بانیٔ پاکستان محمد علی جناح کی رائے کو عوام میں پذیرائی حاصل ہوئی اور باقی جماعتیں سیاسی طور پر شکست کھا گئیں۔ قیام پاکستان کے بعد احرار نے اپنی شکست کو واشگاف الفاظ میں

تسلیم کر لیا۔ اور مسلم لیگ کے ساتھ متحد ہو کر یا یوں کہئیے پاکستان کی ترقی و استحکام کے لئے مصروف عمل ہو گئے۔ آج تک احرار کا کوئی کٹر مخالف بھی احرار پر یہ الزام نہیں لگا سکا کہ اسکے کسی رکن یا رہنما کی وجہ سے پاکستان کو کوئی نقصان پہنچا ہو۔ بلکہ ہم یہ کہنے میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حق بجانب ہیں کہ ہم نے پاکستان کی بنیادوں میں اپنا خون دے کر پاکستان کو ایک مضبوط قلعہ بنا دیا ہے۔ جبکہ پاکستان کی "اماں جان" محترمہ مسلم لیگ کے رہنما روز اوّل ہی سے لوٹ کھسوٹ میں مشغول ہیں۔ تحریک پاکستان کی اوّلین مسلم لیگی قیادت کو چھوڑ کر جو بھی اقتدار میں آیا خوب آیا۔ اس نے پاکستان کی جڑوں کو کھوکھلا کیا۔ مال بنایا اور چلتا بنا۔ کچھ عرصہ پاکستان لٹیروں کے سپرد رہا۔ کچھ مارشل لاء کے اور باقی نام نہاد جمہوریت کے جمہوری دور پیپلز پارٹی کا مرہون منت ہے۔ اور پھر کون شخص پیپلز پارٹی کی کرامات و مکاشفات سے واقف نہیں ہے۔ اس دور میں جتنا ادھر کا ادھر ہوا اس نے سابقہ تمام ریکارڈ توڑ دئیے۔

پھر بھی ہم سے یہ گلہ ہے کہ وفادار نہیں

ہمارا نام لے لے کر اس قوم کو ڈرانے والوں نے اس ملک کی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیا ہے۔ پوری قوم بے بسی و بے چارگی کے عالم میں ہے۔ ہم بھی انکے ساتھ محو حیرت ہیں۔ ہم تو بدنام لوگ ہیں۔ لیکن جن "نیک ناموں" نے اس ملک کا تیا پانچہ کیا۔ بحمد للہ ہم ان میں سے نہیں ہیں۔

گزشتہ دنوں ہمارے ایک صوبے کے وزیر اعلیٰ جنکے سر پر کپڑا اور ہاتھ میں بالٹی دے دی جائے تو دور ہی سے گوالے لگتے ہیں انہوں نے بھی مخالفین پاکستان کے خلاف نعرہ لگایا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کونسے مخالفین پاکستان ہیں جنکے خلاف قانونی چارہ جوئی کرنے میں حکومتیں بے بس ہیں اور وہ کونسے غدار ہیں جو ان حکمرانوں کے قابو میں نہیں آتے۔

کیا ہم ایسا نہ سمجھ لیں کہ اس ملک میں سوائے قادیانیوں کے کوئی غدار نہیں ہے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ کالا باغ ڈیم ماہرین کی رائے میں پاکستان کی ترقی و خوشحالی کے لئے از بس ضروری ہے۔ لیکن ہمارے دو صوبے اس ڈیم کی تعمیر کے لئے بالکل تیار نہیں ہیں۔ بلکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ حکومتیں انکے سامنے بے بس ہو چکی ہیں۔ ہم یہ تو نہیں کہتے کہ پاکستان کے یہ دو صوبے غدار ہیں بلکہ ہماری رائے میں وہ اسی طرح مخلص ہیں جیسے قیام پاکستان کے وقت مسلم لیگ کے مخالفین مسلم علماء مخلص تھے۔ یہ تو سمجھنے اور سمجھانے کی بات ہے۔ اگر کوئی حکومت ان دو صوبوں کو راضی کر لے گی تو یہ ڈیم بن جائے گا اگر حکومتیں دلائل سے عاجز ہوں تو اس کا کوئی علاج نہیں۔ کاش قیام پاکستان سے پہلے احرار اور مسلم لیگ کے درمیان بھی مذاکرات ہو جاتے تو آج مفاد پرستوں کو احرار کو بدنام کرنے کا موقع نہ ملتا۔

ہم اپنی حکومتوں سے التجا کریں گے کہ وہ اب اپنی غدار ساز فیکٹریاں بند کر دیں۔ پاکستان بنے پچاس

بقیہ ص ۷۳ پر دیکھیں

احرار اور تحریک تحفظ ختم نبوت

احرار کی پاکستان میں مرزائیت سے پہلی ٹکر (قسط 9)

مجلس احرار اسلام نے ۱۳ جنوری ۱۹۴۹ء کے اپنے فیصلہ کے مطابق مروجہ الیکشنی سیاست سے علیحدگی اختیار کرلی اور اپنی تمام تر سرگرمیاں تبلیغی میدان تک محدود کرلیں خصوصاً سارقانِ ختم نبوت مرزائیوں کے محاسبہ اور تحفظ ختم نبوت کو اپنے ذمہ لیکر ملک بھر میں اس کے لئے جدوجہد شروع کردی اور الیکشنی سیاست کا میدان مسلم لیگ کے لئے کھلا چھوڑ دیا۔

وزیر اعظم پاکستان لیاقت علی خاں مرحوم جو اس وقت مسلم لیگ کے بھی صدر تھے، نے پنجاب میں ممدوٹ اور دولتانہ کی اقتداری کشمکش سے تنگ آکر بذریعہ گورنر پنجاب اسمبلی تڑوا کر ۱۹۵۰ء میں نئے انتخاب کا اعلان کردیا۔

احرار چونکہ مسلم لیگ کے حلیف تھے تو اس سلسلہ میں مجلس احرار اسلام سے بھی بات ہوئی اور کچھ سیٹوں کی پیش کش بھی کی گئی تو احرار رہنماؤں نے کہا کہ آپ صرف اتنا کریں کہ مسلم لیگ کا ٹکٹ کسی مرزائی کو نہ دیں۔ ہم مسلم لیگ کی بے لوث حمایت کریں گے۔ یہ گفتگو لیاقت علی خاں مرحوم اور احرار کے نمائندہ قاضی احسان احمد شجاع آبادی مرحوم کے درمیان طے پائی۔ لیکن جب مسلم لیگ کے ٹکٹ ہولڈروں کے نام شائع ہوئے تو ان میں تین مرزائی شامل تھے اور پانچ مرزائی ربوہ کے ٹکٹ پر کھڑے تھے۔ جب اس پر لیاقت علی خاں مرحوم سے احتجاج کیا گیا تو مرحوم نے اپنی برات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ پنجاب کے پارلیمنٹری بورڈ نے بالاہی بالا یہ اعلان کردیا ہے تاہم ان سیٹوں پر نہ تو مسلم لیگ کی طرف سے الیکشن میں امیدواروں کی کوئی مدد کی جائے گی نہ ہی میں ان حلقوں میں جاؤں گا۔ قاضی احسان احمد شجاع آبادی نے وزیر اعظم سے ڈسکہ ضلع سیالکوٹ کے ریلوے اسٹیشن پر ان کے سیلون میں ملاقات کر کے واضح کردیا کہ مجلس احرار اسلام مرزائیوں کی مخالفت تمام سیٹوں پر کریگی۔ نیز مرزائیت کا کچا چٹھا اور سر ظفر اللہ کی اسلام اور ملک دشمن سرگرمیوں کو بھی طشت ازبام کیا۔ جس سے لیاقت علی خاں مرحوم بہت متاثر ہوئے۔

چک جھمرہ ضلع لائل پور (فیصل آباد) کے حلقہ میں چودھری عصمت اللہ مرزائی مسلم لیگ کے ٹکٹ پر الیکشن میں امیدوار تھا یہ جٹ برادری سے تعلق رکھتا تھا۔ یوں تو جٹ برادری حلقہ میں کافی تعداد میں آباد ہے لیکن مرزائی خال خال ہیں۔ مقابلہ میں دیگر کئی امیدوار بھی کھڑے تھے جن میں دو راجپوت اور چار ارائیں تھے۔ ارائیوں کے بھی کئی دیہات حلقہ میں موجود ہیں۔ مجلس احرار اسلام نے لائل پور کو ہی بیس بنا کر اللہ کا نام لیکر کام شروع کردیا۔ چک جھمرہ میں پہلے جلسہ عام کا اعلان لوکل اخبارات، غریب، سعادت، عوام کے ذریعہ کیا۔

مقررہ تاریخ کو لائل پور سے مولانا محمد علی جالندھری، مرزا غلام نبی جانباز، شیخ خیر محمد، حافظ عبدالرحمان مرحومین اور شیخ عبدالمجید امرتسری بمعہ لاؤڈ سپیکر شام کو چک جھمرہ پہنچ گئے بیشتر ازیں حافظ سلامت اللہ جالندھری جو کہ حافظ قرآن اور نابینا تھے صبح ہی سے چک جھمرہ پہنچ گئے تھے اور شہر میں منادی کر رہے تھے۔ مولانا ابراہیم خادم مرحوم پنجابی نظمیں بھی پڑھ رہے تھے بعض جگہ مرزائیوں سے پٹے بھی! انکی رپورٹ کے مطابق عصمت اللہ غلہ منڈی میں آڑھت کی دوکان کرتا ہے اور پولیس کا ٹاؤٹ بھی ہے علاقہ کے غنڈہ عناصر سے میل جول کی وجہ سے لوگوں پر اسکا خاصہ رعب ہے۔ بدیں وجہ جلسہ کامیاب نہیں ہوگا کیونکہ جب مرزائیوں نے مجھ پر حملہ کرنے اور مجھے مارنے کی کوشش کی تو عام لوگوں نے محض بیچ بچاؤ پر اکتفا کیا۔ یہاں صرف حکیم جمال الدین صاحب میرے واقف اور پرانے احراری ہیں اور میں انکے پاس ہی ٹھہرا ہوا ہوں آئیے انکے پاس چلتے ہیں! جب ہم حکیم جمال الدین صاحب سے ملے تو مزید حالات سامنے آئے۔ حکیم صاحب کا کہنا تھا کہ پہلے یہاں دو چار میٹنگیں کرتے کچھ ساتھی اکٹھے ہو جاتے تو ہمارے لئے آسانی رہتی اب آپ نے غلہ منڈی میں جلسہ کا اعلان کیا ہے تو عصمت اللہ غلہ منڈی کا صدر بھی ہے اور کافی اثر و رسوخ رکھتا ہے۔ خیر جلسہ تو ہم نے اب کرنا ہی ہے آپ میری صدارت میں جلسہ کریں اس سے یہ ہوگا کہ لوگ سمجھیں گے کہ میں نے بلوایا ہے۔ میرا بھی تھوڑا بہت اثر ہے۔ اللہ بہتر کریگا۔ عشاء کے بعد جلسہ کا آغاز حکیم جمال الدین صاحب کی صدارت میں تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ حاضری معمولی تھی۔ بہر حال شیخ عبدالمجید نے سائیں محمد حیات پسروری کی نظم شروع کی۔ ابھی دو تین شعر ہی پڑھے تھے کہ جلسہ گاہ سے آواز آئی بکواس بند کرو! پھر دو چار آوازیں اور ابھریں، جلسہ بند کرو اور سامان اٹھا کر بھاگ جاؤ، ورنہ تمہاری لاشیں بھی نہ ملیں گی!

اتنی دیدہ دلیری اور احرار کے جلسہ میں؟ ہمارا خون کھول اٹھا۔ جانباز مرحوم نے شیخ عبدالمجید کو مائک سے ہٹا کر خود بولنا شروع کیا۔ اسی اثناء میں مقامی ایس۔ ایچ۔ او مولانا محمد علی صاحب کو ایک طرف لیجا کر ہاتھ باندھے کھڑا تھا اور کہہ رہا تھا کہ مرزائی فساد پر آمادہ ہیں اور میرے پاس تھانے میں صرف دو سپاہی ہیں بقیہ چار راؤنڈ پر جا چکے ہیں۔ اور پھر آپ نے جلسہ کا اسٹیج عصمت اللہ کی دکان کے آگے بنالیا ہے۔ بیک پر انکی دکان ہے۔ چھت سے کوئی اینٹیں برسانا شروع کردے تو جب تک ہم آئیں گے وہ بھاگ چکے ہوں گے۔ آپ مہربانی کر کے جلسہ ملتوی کردیں اگر کوئی گڑبڑ ہو گئی جیسا کہ یقینی ہے تو سب سے پہلے میری پیٹی اترے گی۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ مہربانی کریں جلسہ ملتوی کردیں۔ آپ جلسے کی کوئی اور تاریخ رکھ لیں۔ تاکہ میں فورس کا انتظام کرلوں۔ مولانا نے حالات کے پیش نظر کیونکہ جانباز صاحب کی تقریر کے باوجود مجمع جوں کا توں بیٹھا رہا (بعد میں پتہ چلا کہ حاضرین اکثر مرزائی تھے یا ان کے زیر اثر لوگ) جلسہ ملتوی کردیا لیکن اس شرط کے ساتھ کہ مختصراً چند باتیں کہہ کر جلسہ ملتوی کرنے کا اعلان کرتا ہوں تاکہ لوگ پر امن طور پر منتشر ہو جائیں۔ چنانچہ مولانا سٹیج پر آئے اور فرمایا کہ الیکشن کمپین میں ہر پارٹی کو حق ہوتا ہے کہ وہ اپنے امیدوار کی

حمایت میں جلسہ کرے! اور اپنا پروگرام پبلک کے سامنے رکھے۔ ہم نے بھی اپنا یہ حق استعمال کرنا چاہا لیکن پولیس آفیسر اپنی مجبوری ظاہر کر رہا ہے! کہ میرے پاس فورس نہیں ہے اور نقص امن کا خطرہ ہے۔ فورس کا انتظام کیوں نہیں کیا گیا۔ جبکہ ہم نے جلسہ کا اعلان بذریعہ اخبارات کئی روز پہلے سے کر دیا تھا۔ تاہم پولیس بھی اپنی ہے اور حکومت بھی اپنی ہے! اب ہم اپنی رضا کار فورس لا کر جلسہ کریں گے! اور تاریخ کا اعلان اخبارات میں ہو جائیگا۔

اس وقت بڑی مختصر بات آپ سے کہنی تھی وہ یہ کہ مرزائی اور مسلمان دو جدا جدا قومیں ہیں۔ پنجابی میں (بھئی انہاں دی کھرلی وکھری کر دیو سانجھے پٹھے نہیں کھادے جاندے) (یعنی مرزائیوں کی کھرلی علیحدہ کر دیں چارہ اکٹھے نہیں کھا سکتے)

اس پر ایک نوجوان نے سٹیج پر چڑھ کر مولانا کی چادر جو انہوں نے اوڑھ رکھی تھی کھینچ کر کہا مولانا آپ معاہدے کی خلاف ورزی کر رہے ہیں؟ یہی بات جو آپ نے ایک فقرے میں کہہ دی ہے دو گھنٹے میں کہنی تھی تقریر بند کریں!

معلوم ہوا کہ مرزائیوں کی پولیس سے ساز باز ہو چکی تھی بوجوہ پولیس انکی حمایت کر رہی تھی۔
چنانچہ جلسہ ختم کر کے ہم حکیم جمال الدین صاحب کے گھر چلے گئے۔ کھانا وغیرہ کھا کر رات کو لائل پور آ گئے

صبح باہم مشاورت سے چک جھمرہ میں جلسہ عام کی تاریخ مقرر کی گئی۔ اور لوکل اخبارات نیز روزنامہ آزاد لاہور میں خبر دے دی گئی۔ تمام ماتحت جماعتوں کو ایک سرکلر کے ذریعہ مطلع کیا گیا کہ پوری تیاری کے ساتھ باوردی شامل ہو کر جلسہ کو کامیاب کریں۔ نزدیکی اضلاع میں عموماً اور لائل پور میں خصوصاً یہ خبر حیرت اور اچنبھے کے ساتھ سنی گئی کہ چک جھمرہ میں احرار اسلام کا جلسہ ناکام کر دیا گیا ہے۔ بہر حال کئی دن یہ چرچا رہا کہ دیکھیں اب احرار کیا کرتے ہیں۔ اب ہم نے عصمت اللہ پر دوسرا وار کیا۔ حلقہ کے تمام مسلمان امیدواران اسمبلی کو اکٹھا کیا اور سب سے درخواست کی کہ سب کسی ایک نام پر متفق ہو جائیں تاکہ مسلمان ووٹ تقسیم ہو کر عصمت اللہ کی کامیابی کا باعث نہ بنیں۔

بات چلی تو یہ کام بہت مشکل ثابت ہوا۔ ایک دوسرے سے گلے شکوے، پرانی رنجشیں، برادریوں کے معاملات۔ جن کو دور کرنا سانپ کے منہ سے کوڑھی لانے کے مترادف تھا۔ بہر حال راجپوت برادری کے دو آدمی کھڑے تھے، مولانا کے سمجھانے بجھانے پر وہ تو جلد ہی بیٹھ گئے۔ اللہ انکا بھلا کرے بات انکی سمجھ میں آ گئی۔ البتہ ارائیوں کا معاملہ ذرا ٹیڑھا ہو گیا۔ کئی اجلاس ہوئے لیکن کسی ایک پر اتفاق نہ ہو سکا۔ اس سلسلہ میں میاں محمد عالم (عالم کافی ہاؤس والے) نے بہت کام کیا انکا سسرالی گاؤں اسی حلقہ میں تھا اس نے بھی فائدہ اٹھایا خود بھی ارائیں تھے۔

پیر قطبی شاہ:

پیر صاحب کہاں کے رہنے والے تھے، معلوم نہیں۔ غالباً جھنگ کے علاقے سے تعلق تھا، بولی ٹھولی ایسی ہی تھی لیکن چک جھمرہ کے اکثر دیہات میں مصروف پیر تھے۔ انکے مریدوں اور عقیدت مندوں کی علاقہ میں بہتات تھی۔ میاں محمد عالم کے سسرالی گاؤں میں بھی انکے کافی مرید تھے۔ میاں صاحب نے ایک دن اپنے سسرال والوں کی وساطت سے پیر صاحب سے ملاقات کی اور حضور ختم المرسلین ﷺ کے حوالے سے بات شروع کی تو پیر صاحب نے اپنی بولی میں کہا "میں قربان تھیواں، سائیں حکم کرو میرا سروی حاضر اے" میاں صاحب نے جب حضرت امیر شریعت کا ذکر کیا کہ وہ بھی تشریف لائیں گے تو پیر صاحب کھل اٹھے۔ کہنے لگے "حضرت نال ملاقات تھی ویسی سنیا ہا سیدؔ وڈا جنڑا ہائی" یعنی میں نے سنا ہے کہ شاہ صاحب بڑے بہادر ہیں۔ میاں صاحب نے کہا آپ سے ملاقات ضرور کرادیں گے۔ پیر صاحب نے کہا "باقی گال تے سید صاحب نال ملاقات دے بعد ہوسی" باقی ایہہ مرزائی تے عصمت اللہ میری شکل ویکھدیاں انج بھج ویسن جیویں کاں غلیل توں ڈر کے بھج ویندا (یعنی یہ مرزائی اور عصمت اللہ تو میری شکل دیکھتے ہی ایسے بھاگ جائیں گے جیسے کوا غلیل سے ڈر کر بھاگ جاتا ہے) چنانچہ پیر صاحب کو شاہ جی سے جلد ملاقات کا عندیہ دیا۔ اب گاؤں، گاؤں جلسے اور کارنر میٹنگز شروع ہوئیں لیکن ہمارے لئے یہ بڑی مشکل تھی کہ ہم کسی ایک امیدوار کے حق میں بات نہ کرسکتے تھے۔ عصمت اللہ کی مخالفت مرزائی ہونے کی وجہ سے تو ہورہی تھی اور یہ مہم بڑی کامیاب تھی۔ پیر قطبی شاہ بھی مؤثر ثابت ہورہے تھے۔ آخر ایک روز مولانا محمد علی جالندھری نے تمام مسلمان امیدواران اور انکے ساتھیوں کو وارننگ کے انداز میں کہا کہ آپ حضرات ایک دوروز میں باہم فیصلہ کرکے کسی ایک امیدوار پر اتفاق کرلیں۔ بصورت دیگر جماعت کو اختیار ہوگا کہ وہ کسی ایک کے حق میں فیصلہ کرلے؟ ادھر چک جھمرہ میں مجوزہ جلسۂ عام کی تاریخ بھی آگئی مقررہ دن چک جھمرہ ریلوے اسٹیشن پر اور شہر میں پولیس کا خصوصی اجتماع اور انتظام تھا۔ لائل پور کی جماعت کا رابطہ صبح ہی سے لاہور دفتر سے تھا اطلاعات آرہی تھیں کہ سیالکوٹ، گوجرانوالہ، وزیر آباد اور دیگر شہروں سے رضاکار پہنچ رہے ہیں۔ لائل پور سے احرار کارکن اور رضاکار جن میں مولانا حبیب اللہ احرار، مولانا تاج محمود، خواجہ جمال الدین، مرزا غلام نبی جانباز، شیخ خیر محمد، شیخ عبدالمجید امرتسری، محمد یعقوب اختر، حاجی اللہ رکھا بٹالوی، سالار امان اللہ خاں، مولوی محمد طفیل جالندھری، چاچا محمد اسماعیل جالندھری، چودھری غلام لدھیانوی، سالار محمد صدیق جالندھری، اینڈ برادران، محمد رفیق، فقیر محمد، کامریڈ محمد رفیق لدھیانوی، مرزا نیاز بیگ، ملک محمد اصغر، میاں خدا بخش، میاں محمد عالم بٹالوی، مرزا چغتائی، شیخ محمد بشیر (کلاتھ مرچنٹ)، شیخ محمد شریف، محمد بشیر اور بہت سے باوردی رضاکار جلوس کی صورت میں ریلوے اسٹیشن پہنچ گئے۔ گاڑی آنے پر ریلوے انجن پر مجلس احرار اسلام کا پرچم لہرادیا گیا۔

اور نعرۂ تکبیر اللہ اکبر۔ تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد پر وقار انداز میں بلند ہو رہے تھے۔ عجیب روح پرور سماں تھا۔ گاڑی روانہ ہونے ہی والی تھی کہ ایس ایس پی عبید اللہ خاں پولیس کی مسلح گارد لے کر آدھمکا۔ اور دھمکی آمیز لہجہ میں کہا کہ آپ چک جھمرہ نہیں جاسکتے۔ کیونکہ وہاں فساد کا خطرہ ہے اور یہ معاملہ امن عامہ سے تعلق رکھتا ہے۔ امن قائم رکھنا ہماری ذمہ داری ہے۔ مولانا عبید اللہ احرار نے کہا کہ ہم تو خود فساد ختم کرنے کے لئے ہی چک جھمرہ جارہے ہیں۔ مرزائیوں نے مسلمانوں کو چیلنج دیا ہے کہ چک جھمرہ میں مسلمان جلسہ نہیں کرسکتے۔ اس لئے ہم فساد نہیں جلسہ کرنے وہاں جارہے ہیں۔ ساتھ ہی رضا کاروں نے نعرۂ تکبیر بلند کردیا۔ اب پوری ٹرین سے نعرے بلند ہونے لگے۔ اللہ اکبر کے نعرہ کے ساتھ ہی امیر شریعت زندہ باد مرزائیت مردہ باد، مرزائی نواز مردہ باد، کے نعرے تواتر کے ساتھ آنے لگے۔ ان ولولہ انگیز نعروں کو سنا تو سپر انداز ہوگیا اور مولانا سے کہنے لگا میں دیکھ رہا ہوں آپکے پاس اسلحہ بھی ہے اور یقیناً لائیسنس بھی ہوں گے۔ آپ مہربانی کرکے تمام اسلحہ جمع کرادیں اور رسید لے لیں تاکہ ہماری بات بھی رہ جائے۔ اس طرح خواجہ جمال الدین بٹ، مولانا عبید اللہ احرار، سالار امان اللہ خاں اور دیگر جن ساتھیوں کے پاس اسلحہ تھا بمعہ لائیسنس جمع کراکر رسیدیں لے لیں۔ اس بم چخ کے بعد پولیس چلی گئی اور گاڑی پندرہ بیس منٹ لیٹ روانہ ہوئی۔ تھوڑی دیر میں چک جھمرہ آگیا۔ فاصلہ ہی کیا تھا۔ اللہ کے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے۔ ٹرین لیٹ ہونے کا یہ فائدہ ہوا کہ لاہور سے آنیوالی اور ملتان نیز سرگودھا سے آنیوالی گاڑیاں بھی ایک ہی وقت میں چک جھمرہ پلیٹ فارم پر آکر رکیں۔ لاہور کے رضا کار سالار اعلیٰ پنجاب چودھری معراج الدین کی سرکردگی میں اور سیالکوٹ، وزیر آباد کے رضاکار سالار بشیر احمد کے زیر کمان، گوجرانوالہ کے رضاکار سالار میر محمد رفیق صاحب کی زیر قیادت ٹرین سے نعرے لگاتے ہوئے برآمد ہوئے۔ اس طرح چک جھمرہ ریلوے اسٹیشن عجیب روح پرور نظارہ پیش کر رہا تھا سینکڑوں باوردی احرار رضاکار اکٹھے ہوگئے۔ صدر مرکزیہ ماسٹر تاج الدین انصاری بھی اسی ٹرین سے تشریف لائے تھے۔ انہیں دیکھ کر رضاکاروں نے امیر شریعت زندہ باد۔ مجلس احرار اسلام زندہ باد۔ مرزائیت مردہ باد کے فلک شگاف نعرے لگانے شروع کردیئے۔ نعروں کی گونج میں ابھی ہم ایک دوسرے سے مل ہی رہے تھے کہ عصمت اللہ کے فرستادہ مسلح غنڈے جو ویٹنگ روم میں چھپے بیٹھے تھے اور موقع کے منتظر تھے میں سے عصمت اللہ مرزائی کے بھتیجے نے باہر نکل کر حضرت امیر شریعت کے نعرہ کے جواب میں بلند آواز میں مردہ باد کہا اور واپس بھاگ کھڑا ہوا۔ اسکا یہ کہنا ہی تھا کہ لاہور سے آئے ہوئے ایک رضاکار نے ڈرائینگ روم کی طرف بھاگتے اسکی پیٹھ میں چاقو گھونپ دیا۔ وہ چیخ مار کر گر پڑا تو دوسرے رضاکاروں نے اسے پکڑ کر ریلوے اسٹیشن کے آہنی جنگلہ کے اوپر سے اچھال کر باہر سرکنڈوں میں پھینک دیا۔ بس چشم زدن میں یہ واقعہ ہوگیا۔ چودھری معراج الدین سالار اعلیٰ نے فوراً کمان اپنے ہاتھ میں لے لی اور جلوس ترتیب دے دیا۔ اور چک جھمرہ شہر میں غلہ منڈی کا رخ کیا۔ آج پولیس کا انتظام معقول تھا۔ لیکن درج

بالاواقعہ اتنی تیزی سے وقوع پذیر ہوا کہ پولیس والے صرف حیران ہی ہوسکے اور خاموشی سے زخمی کو اٹھا کر ہسپتال لے گئے۔ بقیہ مرزائی غنڈے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ گئے۔ یہ ہماری مقابل پر پہلی فتح تھی۔ جلوس بڑے جوش و خروش اور فاتحانہ انداز میں نعرے لگاتا ہوا پورے شہر میں بازاروں کے چکر لگاتا ہوا کمیٹی باغ کے اندر جلسہ گاہ میں جا کر اختتام پذیر ہوا۔ احرار کے اس جرأت مندانہ اقدام اور مظاہرہ سے شہر ہی نہیں بلکہ گردو نواح کے دیہات میں جو لوگ عصمت اللہ کی روایتی غنڈہ گردی کے ڈر سے گھروں میں دبکے ہوئے تھے جوق در جوق جلسہ گاہ میں آنا شروع ہوگئے۔

دن کے دس بجے جلسہ کا باقاعدہ آغاز ماسٹر تاج الدین انصاری کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت کلام پاک کے بعد مرزا غلام نبی جانباز نے ایک ولولہ انگیز نظم پڑھی۔ آج پولیس کی نفری بہت زیادہ تھی۔ ایس پی، ڈپٹی ایس پی اور علاقہ مجسٹریٹ سب ڈیوٹی پر موجود تھے۔ لیکن جلسہ گاہ پر احرار رضاکاروں کا مکمل کنٹرول تھا۔

مولانا عبید اللہ احرار، مولانا تاج محمود اور مولانا محمد علی جالندھری کے مختصر خطاب کے بعد صدر مرکزیہ کو خطاب کی دعوت دی گئی تو پنڈال میں اسلام زندہ باد، پاکستان پائندہ باد، مجلس احرار اسلام زندہ باد، امیر شریعت زندہ باد، مرزائیت مردہ باد، عصمت اللہ مردہ باد کے فلک شگاف نعروں کی گونج میں ماسٹر جی مائیک پر تشریف لائے اور اس شعر سے اپنی تقریر کا آغاز کیا۔

لے چل ہاں منجدھار میں لے چل، ساحل ساحل کیا چلنا
میری تو کچھ فکر نہ کر، میں خوگر ہوں طوفانوں کا

ماسٹر جی نے خلاف عادت اپنے دھیمے اور نرم لہجہ کو ترک کرتے ہوئے، اپنی آواز کو پُرزور بناتے ہوئے، عصمت اللہ اور اسکے غنڈہ عناصر کی سخت مذمت کرتے ہوئے کہا کہ مجلس احرار اسلام تو ۳۴،۱۹۳۳ سے سارقان ختم نبوت کادیانیوں کا محاسبہ کر رہی ہے اور میں نے مجلس احرار اسلام کے حکم پر کادیان کی سرزمین پر "ٹرل منارہ" (مرزائیوں کے منارۃ المسیح کا احراری نام) کے سامنے مرزا بشیر الدین کے قصرِ خلافت (غلاظت) کے مقابل غلام احمد کی جھوٹی نبوت کو للکارا۔ اور اس کذاب کے دجل و تلبیس کی دھجیاں فضاء میں بکھیر دیں، انکے جھوٹ کی ہنڈیا کو کادیان ہی کے چوراہے میں پھوڑ دیا تھا۔ کادیان کی بستی جہاں کے رہنے والوں کی زندگی مرزائیوں نے اجیرن بنا رکھی تھی اور لوگوں کو دوسرے درجہ کے شہری کے طور پر اپنا باجگزار بنا رکھا تھا۔ یہاں تک کہ کادیان کے لوگوں کی جان و مال عزت و ناموس تک مرزائیوں سے محفوظ نہیں تھے۔ میں نے مجلس احرار اسلام کی سرپرستی میں مسلمانوں کو مرزائیوں کے مقابل کھڑا کیا اور ان میں ایک نیا حوصلہ اور ولولہ پیدا کر کے عزت کیساتھ سر اونچا کر کے مرزائیوں کی متوازی حکومت کے مقابلہ میں چلنے کی جرأت پیدا کی، قصر خلافت (غلاظت) اور "ٹرل منارہ" کے جھوٹے وقار اور دبدبہ کو خاک میں ملا دیا تھا۔

طنز و مزاح

ساغر اقبالی

زبان میری ہے بات انکی

☆ بے نظیر نے دھمکی دی ہے کہ منہ کھولا تو ۷۰ کلفٹن سے نکال دیں گے۔ (غنوی)
خود وزیراعظم ہاؤس سے نکال دی گئیں مگر منہ پھر بھی کھلا ہے۔ اللہ اس کا منہ بند کرے۔

☆ آصف زرداری سمیت کئی وزراء گرفتار (ایک خبر)
بکرے کی ماں کب تک خیر مناتی!

☆ میری حکومت مضبوط ہے۔ (بیرسٹر سلطان)
تمہارے سیاسی باپ بھٹو نے بھی یہی کہا تھا۔

☆ چھپے ہوئے ارکان بے غیرت ہیں۔ (عمران خان)
اس بازار کی رنڈی سے بھی گئے گزرے۔

☆ مسلم لیگ (ن) اور پیپلز پارٹی لغاری گروپ میں کوئی فرق نہیں۔ (عابدہ حسین)
عابدہ حسین اور عابدہ پروین میں بھی کوئی فرق نہیں۔

☆ گیٹ ڈاؤن۔ وہی سوال کرے جسے کہا جائے۔ حقانی نے دور آمریت کا ریکارڈ توڑ دیا۔ (ایک خبر)
برسات میں مینڈک ٹرٹراتے ہی ہیں۔

☆ اللہ سے انصاف مانگتے ہیں۔ (بے نظیر)
اب ''عوام'' کدھر گئے۔

☆ مولانا فضل الرحمن کا سرکاری فون کاٹ دیا گیا۔ (ایک خبر)
انا للہ وانا الیہ راجعون۔

☆ مائیکل جیکسن نے شادی کر لی۔ (ایک خبر)
شیخ رشید کے لئے لمحہ فکریہ!

☆ زرداری نظر بندی میں اعصابی تناؤ کا شکار ہو گئے (ایک خبر)
آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔

☆ قومی اسمبلی کی کارکردگی سے مطمئن نہیں تھا۔ لیکن اسمبلی توڑنے کا مخالف ہوں۔ (نوابزادہ نصر اللہ)
پاپوش میں لگائی کرن آفتاب کی...... جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

☆ یوسف رضا گیلانی نے قومی اسمبلی کو ملتان کونسل بنا دیا (گوہر ایوب)
بُری اوقات، گھٹیا حرکات!

☆ حکومت چاہے گرفتار کر لے۔ بے نظیر کا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔ (نصیر اللہ بابر)
عاشق ہو تو ایسا ہو!
☆ "برطرفی کی اصل وجوہات"..... بے نظیر کتاب لکھیں گی (ایک خبر)
زرداری کے اللے تللے بھی!
☆ سابق وزراء کی سرکاری گاڑیاں واپس، ٹیلیفون بند (ایک خبر)
مَنجیاں مُودیاں، عیاشیاں ملیامیٹ!
☆ اب بھی وزیر اعظم ہوں۔ (بے نظیر کی سپریم کورٹ میں رٹ پٹیشن)
دماغ خراب ہو گیا ہے۔
☆ لگتا ہے پیپلز پارٹی کی مردانہ حکومت کو لایا جارہا ہے۔ (مسلم لیگ پنجاب)
عادتیں ان کی بھی زنانہ ہو گئی ہیں۔
☆ مجھے وی آئی پی سیٹ چاہئیے۔ (نگران وزیر عابدہ)
کہ عام سیٹ سے تشریف، چھلی جاتی ہے۔
☆ زرداری کو راول ڈیم ریسٹ ہاؤس کے سرونٹ کوارٹر میں رکھا گیا ہے۔ (بی بی سی)
حسن والے حسن کا انجام دیکھ ڈوبتے سورج کو وقت شام دیکھ
☆ این ڈی خان لیگل ایڈوائزر کے عہدے سے مستعفی۔ وہ ماہانہ ایک لاکھ تنخواہ لیتے تھے (ایک خبر)
صرف ایک کلیڑی کنجی کی خوشامد کے صلے میں۔
☆ نگران حکومت میں شرابی اور بد کردار لوگ شامل ہیں۔ (پیپلز پارٹی)
چور وی کہندے چور و چور!
☆ پارلیمنٹ گندگی کا ڈھیر اور ارکان اسمبلی بدمعاشوں کے سرپرست ہیں۔ (قاضی حسین احمد)
اے سربراہان فوج! یہ بات بالکل درست ہے۔
☆ بے نظیر پاگل ہیں۔ کرپٹ لوگ الیکشن اور عوام احتساب چاہتے ہیں۔ (وزیر اعظم معراج خالد)
سچ آکھیا ای سونہیا!
☆ اظہر سہیل گرفتار کر لئے گئے۔ (ایک خبر)
عینک والا جن بوتل میں بند!
☆ گھر سے دھوتی پہن کر آتا۔ سکول میں داخل ہونے سے پہلے شلوار پہن لیتا۔ (معراج خالد)
لیکن آپ کے نگران وزراء تو دھوتی، شلوار کی ضرورت بھی محسوس نہیں کرتے۔
☆ پولیس افسروں نے چوروں کو اور بدمعاش تھانیدار پالے ہوئے ہیں۔ (چیف جسٹس خلیل الرحمن)
کوئی ہے جو پولیس محکمے سے ہی عوام کو نجات دلا دے!

☆ ہمارے اکلوتے بھائی کو کچھ ہوا تو لغاری ذمہ دار ہوں گے (تین بہنوں کا بیان)
لوٹ مار کے وقت بہنیں کہاں تھیں ؟

☆ نگران کابینہ ایماندار ہے۔ قاضی کو اعتراض ہے تو صدر کے پاس جائیں۔ (عابدہ حسین)
جاگیر دار اور ایماندار! کیجا ٹیں ٹیں، کجا رام رام

☆ راجہ رانی کا کھیل ختم ہونے والا ہے۔ (لیاقت بلوچ)
رانی گئی زرداری گیا   تماشا دکھا کر مداری گیا

☆ اداکارہ مسرت شاہین نے فضل الرحمن کے مقابلے میں الیکشن لڑنے کا اعلان کر دیا۔ شہید بھٹو گروپ تعاون کرے گا۔ (ایک خبر)
مفتی محمود کی پیروی سے بغاوت کا یہی انجام ہونا تھا۔

☆ قومی اسمبلی میں نوکری کے لئے میرٹ۔ سپیکر گیلانی سے دوستی اور ملتانی ہونا تھا۔ (ایک خبر)
"اسی قیدی تخت لاہور دے" کہنے والے جواب دیں۔

☆ بے نظیر نے وزیر اعظم ہاؤس چھوڑ دیا (ایک خبر)
بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے۔

☆ نصر اللہ کے پاس صرف ایک نشست تھی مگر میں اور نواز شریف دونوں اس سے ڈرتے تھے۔ فضل الرحمن کے پاس چار نشستیں تھیں۔ مگر وہ سب روشن خیال ہیں۔ (بے نظیر کا کارکنوں سے خطاب)
نصر اللہ خان ہے یا "ڈریکولا"...... "روشن خیال" کتنے لاکھ میں تولا

مدرسہ ختم نبوت مسجد احرار ربوہ

دارالکفر والارتداد ربوہ میں مسلمانوں کا عظیم تعلیمی و تبلیغی مرکز

ڈیڑھ سو سے زائد طلباء و طالبات قرآن کریم کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ بخاری پبلک سکول میں پرائمری تک طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ مدرسہ پچاس سے زائد طلباء رہائش پذیر ہیں۔ مدرسہ کی توسیع کے لئے مزید دو کنال زمین کی خرید اشد ضروری ہے۔ درسگاہوں اور مسجد اور مسجد کی تعمیر تکمیل کے مراحل میں ہے۔ اپنے عطیات، زکواۃ و صدقات اس کارِ خیر میں دے کر اجر حاصل کریں۔

ترسیل زر کے لئے:۔

سید عطاء المھیمن بخاری، منتظم مدرسہ ختم نبوت، مسجد احرار ربوہ ضلع جھنگ۔ فون: (04524)211523

ادارہ

مسافرانِ عدم

تزحیم

انا للہ وانا الیہ راجعون

صوفی غلام حسین مرحوم:

مجلس احرار اسلام راولپنڈی کے قدیم کارکن محترم صوفی غلام حسین ۱۲ نومبر ۱۹۹۶ کو انتقال کر گئے۔ مرحوم مجلس احرار اسلام کے وفادار اور ایثار پیشہ کارکن تھے۔ وہ مجلس احرار اسلام سے وابستہ ہوئے تو پھر آخری دم تک اسی میں شامل رہے۔ نہایت دین دار اور ملنسار انسان تھے۔

چودھری عبدالستار مرحوم:

مجلس احرار اسلام ملتان کے نوجوان کارکن محترم چودھری عبدالستار گزشتہ دنوں دبئی میں انتقال کر گئے۔ وہ چند ماہ پہلے کاروبار کے سلسلہ میں دبئی گئے تھے انکے دماغ کی شریان پھٹ گئی اور وہ جانبر نہ ہوسکے۔ مرحوم انتہائی مخلص، اور خلیق انسان تھے۔ بحیثیت کارکن جماعت میں اپنی ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے سرانجام دیتے۔ ہمیشہ اسی کوشش میں رہتے کہ وہ کسی کے کام آجائیں۔ ایسے بہادر اور ذمہ دار کارکن جماعتوں میں خال خال ہی ملتے ہیں۔ ان میں بے پناہ جذبۂ خدمت خلق تھا۔ فی الحقیقت وہ اخلاص اور وفا و مروت کے پیکر تھے۔

مولانا محمد مغیرہ کو صدمہ:

مجلس احرار اسلام کے مبلغ اور مسجد احرار، ربوہ کے خطیب مولانا محمد مغیرہ کی دادی صاحبہ گزشتہ دنوں انتقال فرما گئیں۔

محترم چودھری حاکم علی مرحوم:

مجلس احرار اسلام لاہور کے قدیم کارکن محترم چودھری حاکم علی دو ماہ قبل لاہور میں انتقال کر گئے۔ ان کی عمر نوے سے متجاوز تھی اور وہ مزنگ کے علاقہ میں مقیم تھے۔ قیام پاکستان سے قبل مجلس احرار اسلام سے وابستہ ہوئے اور آخر دم تک احرار میں ہی شامل رہے۔ وہ حضرت مولانا عنایت اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ (مبلغ احرار، قادیان ۱۹۳۴) کے جگری دوستوں میں سے تھے۔ پنجابی شاعری کا بہت مطالعہ تھا۔ سینکڑوں اشعار، دوہے، ماہیئے ازبر تھے۔ انہوں نے اپنے پاس موجود تقسیم ہند سے قبل کا اخباری ریکارڈ کمال شفقت و مہربانی سے مدیر نقیب ختم نبوت کے سپرد کردیا تھا۔ مرحوم پابند صوم و صلوٰۃ اور نیک سیرت انسان تھے۔

محترم حکیم محمود احمد ظفر کی والدہ ماجدہ کی رحلت:

نقیبِ ختم نبوت کے رفیقِ فکر محترم حکیم محمود احمد ظفر صاحب کی والدہ ماجدہ ۲۵ نومبر کو رحلت فرما گئیں۔

محترم محمد یعقوب مغل کو صدمہ:

میلسی سے ہمارے رفیق محترم محمد یعقوب مُغل کے ماموں (محمد اقبال، سی بلاک وہاڑی) ۱۲ نومبر کو انتقال کر گئے۔

محترم اکرام الحق سرشار کو صدمہ:

چیچہ وطنی سے ہمارے مہربان اور معروف شاعر محترم اکرام الحق سرشار کی والدہ ماجدہ گزشتہ ماہ رحلت فرما گئیں۔

محترم غلام سرور صاحب کو صدمہ:

مجلس احرار اسلام جکڑالہ ضلع میانوالی کے کارکن محترم غلام سرور صاحب کا نومولود بیٹا محمد صہیب ۱۳ نومبر کو انتقال کر گیا۔

شیخ گلزار احمد صاحب کو صدمہ:

مجلس احرار اسلام ملتان کے کارکن محترم شیخ بشیر احمد صاحب کے ماموں زاد اور محترم شیخ گلزار احمد صاحب کی خوشدامن صاحبہ گزشتہ دنوں ملتان میں طویل علالت کے بعد انتقال کر گئیں۔

قاری محمد یوسف احرار کو صدمہ:

قاری محمد یوسف احرار (سابق ناظم دفتر مرکزیہ ملتان) کا بھتیجا اور مولانا محمد اسماعیل ساکن بستی پروچڑاں ضلع رحیم یار خاں (سابق ناظم دفتر مرکزیہ ملتان) کا جواں سال بیٹا محمد عابد مؤرخہ ۷ نومبر ۱۹۹۶ء بروز جمعرات، خان پور سے اپنے گاؤں پروچڑاں آتے ہوئے کار اور ٹرالی کے تصادم میں جاں بحق ہو گیا۔ محمد عابد کی عمر بائیس سال تھی اور گزشتہ سال اس کی شادی ہوئی تھی۔ بیس روز قبل اللہ تعالیٰ نے اس کو بچی عطا فرمائی تھی۔ ان کی نماز جنازہ مولانا مطیع الرحمن درخواستی نے پڑھائی۔

قارئین اور رفقاء کرام سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کے لئے دعا مغفرت اور ایصالِ ثواب کا اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے، درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر عطاء فرمائے (آمین) اراکین ادارہ تمام مرحومین کے لواحقین سے اظہارِ تعزیت کرتے ہیں اور مسافرانِ عدم کے لئے دعاء مغفرت کرتے ہیں۔

دعا صحت

مجلس احرار اسلام جلال پور پیروالہ کے امیر جناب عبدالرحمن جامی نقشبندی کی والدہ ماجدہ علیل ہیں۔ قارئین سے درخواست ہے کہ ان کی شفایابی کے لئے خصوصی دعاؤں کا اہتمام فرمائیں۔

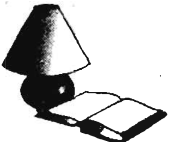

حسنِ انتقاد

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے۔

ادارہ

خطباتِ ختم نبوت (جلد اوّل)

مرتب: مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی۔ ضخامت: 380 صفحات اشاعت اوّل: ستمبر 1996ء / قیمت:=/150 روپے
ملنے کے پتے: ۱۔ دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، مسجد عائشہ، مسلم ٹاؤن لاہور
۲۔ گوشۂ علم و ادب، بستی مٹھو خاص، شجاع آباد ضلع ملتان

تحریکِ تحفظ ختم نبوت برصغیر کی زندہ جاوید تحریک ہے۔ سب تحریکوں پر زوال آیا مگر یہ تحریک زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گی۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت پر مسلمان کے ایمان کی اساس ہے اور پوری امت کے تمام طبقات اسکی حفاظت پر متفق و متحد ہیں۔

مجلس احرار اسلام نے برصغیر میں پیدا ہونے والے (انگریز کے خود کاشتہ پودے) فتنۂ مرزائیت کے خلاف حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی قیادت میں سب سے پہلے اور سب سے مؤثر جدوجہد کی۔ مرزائیت کا عوامی محاسبہ احرار کا سب سے بڑا کارنامہ ہے۔ محدث العصر حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ نے مجلسِ احرار اسلام کو اس کام محاذ پر دادِ شجاعت دینے کےلئے مامور کیا اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کو امیر شریعت منتخب کر کے علماء کا تعاون بھی فراہم کیا۔ چنانچہ مجلسِ احرار اسلام نے ۱۹۳۴ء میں قادیان سے جس تحریک کا باقاعدہ آغاز کیا وہ ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کے مراحل کامیابی سے طے کرتی ہوئی آج بھی منزل کی جانب رواں دواں ہے۔

مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی ایک سچے جذبے والے محنتی انسان ہیں۔ زیر نظر کتاب ان کی بہترین کاوش ہے۔ جس میں مسئلہ ختم نبوت، فتنۂ مرزائیت اور تحریکِ تحفظِ ختم نبوت کے موضوع پر ۱۶ رہنماؤں کے ۳۲ خطبات شامل ہیں۔ حضرت، حضرت مولانا احمد علی لاہوری، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، چودھری افضل حق، مفتی محمد شفیع، آغا شورش کاشمیری، مولانا محمد علی جالندھری، قاری محمد طیب، مولانا محمد ادریس کاندھلوی، مولانا محمد یوسف بنوری، مولانا لال حسین اختر رحمہم اللہ اور دیگر اکابر کے خطبات سے مزین یہ کتاب لائقِ مطالعہ ہے۔ حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ، مولانا محمد یوسف لدھیانوی اور مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری نے تقاریظ تحریر کی ہیں۔

فاضل مرتب اس کتاب کے آئندہ ایڈیشن اور حصہ دوم میں خطبات کے ماخذ اور حوالہ جات کا اہتمام

کریں۔ علاوہ ازیں مقامِ تقریر اور جلسہ یا کانفرنس کا پس منظر اور مختصر احوال بھی تحریر کریں اس سے کتاب اور زیادہ خوبصورت ہوجائے گی۔ تبصرہ نگار: سید کفیل بخاری

دفاعِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ

مؤلف: ثناء اللہ ساجد، اشاعت اوّل: اگست 1996ء ضخامت: 340صفحات قیمت: =/60روپے

ناشر: گوشۂ علم وادب، بستی مٹھوخاص، شجاع آباد۔ ضلع ملتان

امیر المومنین، قاتل الکفار والمشرکین، خلیفۂ راشد سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تاریخِ اسلام کی واحد شخصیت ہیں جن کی ہیبت، سطوت، صولت، شان و شوکت اور جلالت کے سامنے کفر کی تمام طاغوتی قوتیں سرنگوں ہو گئیں۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے: اگر میرے بعد نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتا۔

"ایران" روز اوّل سے اسلام کے خلاف سازشوں کا مرکز اور منافقین کی آماجگاہ رہا ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اسلامی فوجوں نے ایران فتح کر کے وہاں اسلام کا علم لہرادیا۔ منافقین و خبیثانِ عجم آج تک اس شکست کے زخم چاٹ رہے ہیں۔ وہ جس شخصیت کو سب سے زیادہ مطعون کرتے ہیں اور سب وشتم کا نشانہ بناتے ہیں وہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ ہیں۔

فاضل مؤلف ثناء اللہ ساجد نے بڑی محنت اور تحقیق سے مسٹر خمینی کی کتاب "کشف الاسرار" غلام حسین نجفی کی "سہم مسموم" اور "حقیقت فقہ حنفیہ" عاشق حسین نقوی کی "اصحابِ رسول کی کہانی" علی حیدر کی "عقدِ ام کلثوم" اور عبدالکریم مشتاق کی "افسانۂ عقدِ ام کلثوم" میں مرادِ نبی، دامادِ علی سیدنا عمر فاروقِ اعظم کے خلاف عائد کردہ تمام الزامات، اعتراضات اور مطاعن کے شائستہ علمی جوابات دیئے ہیں۔ مؤلف کتاب مولانا عبدالستار تونسوی مدظلہ کے ہونہار شاگرد ہیں اور انہوں نے اپنے استاذ کی صحبت علمی ودینی سے وافر فیض پایا ہے۔ مولانا ضیاء الرحمن فاروقی اور مولانا محمد اعظم طارق کے تاثرات بھی شاملِ کتاب ہیں۔ یہ کتاب ردِ رفض کے محاذ پر کام کرنے والے دوستوں کے لئے انتہائی مفید ہے۔ تبصرہ نگار: سید کفیل بخاری

ماہنامہ مشکوٰۃ المصباح (سیرت النبی نمبر) ربیع الاول ۱۴۱۷ھ، ستمبر ۱۹۹۶ء

مدیر اعلیٰ: حافظ خالد مسعود، مدیرانِ معاون: عبدالرحمن شاکر، محمد احمد زبیری

ضخامت: ۱۰۴ صفحات قیمت ۱۰ روپے ناشر: دفتر ماہنامہ مشکوٰۃ المصباح، ۱۔ اے ذیلدار پارک، اچھرہ لاہور

دینی مدارس کے طلبہ کے لئے جماعت اسلامی کی ذیلی تنظیم "جمعیت طلبہ عربیہ" کے ترجمان معاصرِ عزیز ماہنامہ مشکوٰۃ المصباح کا یہ خصوصی شمارہ سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر ایک خوبصورت علمی کاوش ہے۔ چار رنگا انتہائی دیدہ زیب سرورق جس پر درج ذیل اشعار گویا پورے مجلے کا خلاصہ ہیں۔

حضور آئے تو کیا کیا ساتھ نعمت لے کے آئے ہیں
اخوت ، علم وحکمت، آدمیت لے کے آئے ہیں
رہے گا یہ قیامت تک سلامت معجزہ ان کا
وہ قرآن مبیں ، نورِ ہدایت لے کے آئے ہیں
قناعت، حریت ،فکر وعمل ، مہرو وفا، تقویٰ
وہ انساں کے لئے عظمت ہی عظمت لے کے آئے ہیں

اس اشاعتِ خاص میں مولانا نعیم صدیقی، سید ابوالاعلیٰ مودودی، سید اسعد گیلانی، مولانا خلیل احمد الحامدی، مولانا محمد یوسف لدھیانوی، محمد یوسف اصلاحی، حافظ محمد ادریس، صفی الرحمٰن مبارکپوری، اور دیگر مختلف مکاتبِ فکر کے اہلِ قلم کی ۲۵ نگارشات شامل ہیں۔

مولانا جامی مرحوم کی "اربعین" (چالیس احادیث نبوی) فارسی میں منظوم ہیں۔ مولانا ظفر علی خان مرحوم نے اپنی احادیث کو اردو میں منظوم کیا اور "جوامع الکلم" کے عنوان سے اس شمارہ میں شامل ہے۔

مشکوٰۃ المصباح کا عملہَ ادارت اس خوبصورت علمی ودینی اشاعت پر مبارکباد کا مستحق ہے۔ مہنگائی کے اس دور میں ۱۰۴ صفحات مشتمل اتنا خوبصورت نمبر صرف ۱۰ روپے میں مہیا کرنا یقیناً دینی خدمت ہے۔

تبصرہ نگار: سید کفیل بخاری

شفاء المریض (طبِ روحانی)

علاج المریض (طبِ اسلامی)

مرتبین: *مولانا حافظ خلیل الرحمٰن راشدی *حکیم حافظ ارشاد احمد دیوبندی

ضخامت: ۱۸۴ صفحات *طبعِ اوّل: رمضان المبارک ۱۴۱۶ھ قیمت: ۷۵ روپے

ناشر: مکتبہَ الخلیل، چنوں موم، تحصیل ضلع سیالکوٹ

مادیت کے اس دور میں مسلمانوں کا مشکلات مسائل میں مبتلیٰ ہونے کا اصل سبب تعلق مع اللہ سے عملی انحراف ہے۔ اللہ جل شانہ کا احسان ہے کہ اس نے تمام بیماریوں کا علاج عطا فرمایا ہے۔ کوئی کسی بھی مرض میں مبتلیٰ ہو، علاج اس کےلئے ضروری ہے۔ اس لحاظ سے بھی کہ سنتِ رسول ہے۔

زیر تبصرہ کتاب دراصل دو کتابوں کا مجموعہ ہے، جو مولانا حافظ خلیل الرحمٰن راشدی (چنوں موم ضلع سیالکوٹ) اور حکیم حافظ ارشاد احمد دیوبندی (ظاہر پیر، ضلع رحیم یار خان) کی مشترکہ کاوش ہے۔

پہلا حصہ شفاء المریض (طبِ روحانی) ہے اس میں قرآن و حدیث سے منتخب دعائیں، اور اکابر کے مجرب تعویذات وظائف، وعملیات ہیں جبکہ دوسرا حصہ علاج المریض (طبِ اسلامی) ہے اس میں طبِ نبوی اور قدیم

طبی کتب سے ماخوذ نادر نسخے ہیں۔ کتاب میں شامل مستند دعاؤں، احادیث اور نادر نسخوں سے آپ خود بھی فائدہ اٹھاسکتے ہیں اور دکھی انسانوں کی خدمت بھی کر سکتے ہیں۔ تبصرہ نگار: سید کفیل بخاری

اقبال اور ظفر علی خان

پروفیسر جعفر بلوچ کی شہرت مصنف سے زیادہ مؤلف، مرتب اور مدوّن کی ہے۔ شہرت کی بجائے "قدرو منزلت" شاید زیادہ مناسب لفظ ہے، کیونکہ شہرت تو آج کل بہت سستی ہے۔ جعفر بلوچ کے حسنِ تالیف کا تازہ شاہکار "اقبال اور ظفر علی خان" ہے۔ اس سے پہلے وہ "اقبالیاتِ اسد ملتانی" بھی تالیف کر چکے ہیں۔ اقبال، ظفر علی خان، اسد ملتانی ......یہ وہ شخصیات ہیں جو ہمارے قومی ورثے کا حصہ ہیں، ہماری فکری روایت کا معتمد حوالہ ہیں اور بیسویں صدی عیسوی میں مسلم تشخص کے احیا و تجدید میں اپنی اپنی سطح پر، انکا کردار بہت اہم رہا ہے۔ ایسی شخصیات کے آثار و احوال کی حفاظت واشاعت، فی زماننا ایک بہت بڑی نیکی ہے۔ جی ہاں......

نام نیک رفتگاں صائع مکن
تا نباشد نام نیکد پائیدار

"اقبال اور ظفر علی خان" ...... اپنے موضوع، مواد، اسلوب اور جامعیت کے اعتبار سے انتہائی دلچسپ اور انتہائی مفید کتاب ہے۔ سیاسیات برصغیر میں خالص اسلامی فکر ودانش کے حامل اور حامی ان نمائندہ کرداروں میں شخصی، فکری، فطری، نظریاتی اور عملی سطح پر اختلاف، اتفاق اور اشتراک کی کیا کیا صورتیں نمودار ہوتی رہیں؟ یہ انکشافات......ادب، تصوف، مذہب، شاعری اور سب سے بڑھ کر سیاست سے متعلق کتنے ہی افراد، موضوعات، معلومات اور تاثرات پر محیط و مشتمل اس مجموعے میں قدم قدم پر قاری کے لئے استعجاب اور انشراح کا باعث ہوتے ہیں۔ یہ کتاب اقبال اکادمی پاکستان (لاہور) نے معیاری کتابت وطباعت کے ساتھ شائع کی ہے قیمت ۱۳۰ روپے ہے۔ تبصرہ نگار: سید ذوالکفل بخاری

استغفار کی ستر دعائیں اور وصیت لکھنے کا طریقہ

مرتبہ: علامہ قطب الدین حنفی رحمہ اللہ، ترجمہ: محمد حنیف عبدالمجید، ضخامت: ۲۲۴ صفحات * اشاعت ۱۴۱۶ھ
ناشر: زمزم پبلشرز، جنید مینشن نزد پاکستان چوک کراچی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے.....اگر تم بالکل گناہ نہ کرو، تواللہ تعالیٰ تمہارا وجود ختم کردیں گے اور ایسے لوگوں کو پیدا کریں گے جو گناہ کریں اور پھر استغفار کریں، اور پھر اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمادیں (صحیح مسلم کتاب التوبہ)

اس حدیث پاک سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ کو اپنے بندوں کی طرف سے گناہوں پر توبہ و استغفار کا عمل کتنا پسند ہے۔ خطاء و عصیان بشری تقاضا ہے اور ان کو معاف فرمانا صفتِ ربانی ہے کہ وہ رؤوف اور رحیم بھی ہے۔ تبصرہ نگار: سید کفیل بخاری

معروف حنفی عالم شیخ ملا علی قاری رحمہ اللہ کی کتاب "ارشاد اساری" کے آخر میں حج و عمرہ کی دعاؤں پر مشتمل شیخ قطب الدین حنفی رحمہ اللہ کا رسالہ منسلک ہے۔ جس میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے منسوب ستر استغفارات ہیں جو ایام حج میں رات کو پڑھے جاتے ہیں۔

پیشِ نظر کتاب میں فاضل مترجم محمد حنیف عبدالمجید نے اسی رسالہ کا ترجمہ کیا ہے آخر میں وصیت کی اہمیت و ضرورت سیرتِ صحابہؓ کرام رضی اللہ عنہم سے مختلف اصحاب رسول رضی اللہ عنہم کی منتخب وصیتیں جمع کی گئی ہیں۔ کتاب اپنے عنوان سے خود اپنی اہمیت واضح کرتی ہے۔ ہر مسلمان مؤمن کے لئے یقینی طور پر نافع ہے۔ اللہ تعالیٰ فاضل مترجم کی اس محنت کو قبول فرمائے (آمین)

★★ پروفیسر خالد شبیر احمد کے شعری مجموعے ★★
"خواب خواب روشنی" کی تقریب رونمائی

۲۰ نومبر (بدھ) کو صبح ۱۱ بجے شعبہٗ اردو بہاء الدین زکریا یونیورسٹی (ملتان) میں فیصل آباد کے بزرگ شاعر پروفیسر خالد شبیر احمد کے شعری مجموعے "خواب خواب روشنی" کی تقریب رونمائی منعقد ہوئی۔ صدارت ارشد ملتانی نے کی۔ مہمانِ خصوصی ڈاکٹر محمد اکرم چودھری (ڈین فیکلٹی آف اسلامک سٹڈیز اینڈ لینگویجز) تھے۔ نظامت کے فرائض قاضی عبدالرحمن عابد نے سرانجام دیئے۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے قاضی عابد نے کہا کہ خالد شبیر احمد کی شاعری میں موضوعات اور مشمولات، اکثر و بیشتر، شاعر کی نظریاتی اور فکری شناخت کے اظہار کا وسیلہ ہیں۔ اس طرح کی شاعری بالعموم نظم کی صنف میں کامیاب رہتی ہے جبکہ خالد شبیر نے یہی کام غزل سے لیا ہے۔ ان کی غزلیات میں جہاں جہاں رومانوی رویّوں کو شعر کا پیکر اور پیرہن ملا ہے، وہاں وہاں تغزل اور تاثر زیادہ بھرپور اور زیادہ دلکش ہوجاتا ہے۔ محمود الحسن قریشی نے خالد شبیر احمد کی شخصیت اور شاعری کے حوالے سے ایک شگفتہ مضمون پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ خالد شبیر احمد کی شہرت سیاسیات کے ایک کامیاب استاد، ایک کامیاب مصنف، ایک زبردست مقرر، ایک باغ و بہار مجلسی شخص اور ہاکی کے ایک کھلاڑی اور کوچ کی رہی ہے۔ اب جبکہ وہ منصبِ تدریس سے ریٹائر ہوچکے ہیں، ان کا بیک وقت ایک صاحب دیوان شاعر اور ایک باریش بزرگ بن جانا۔ ان کے دوستوں، شاگردوں اور ہم لیسے نیاز مندوں کے لئے باعث حیرت ہے۔ ان کے بعض دوست تو انہیں خالد شبیر "رحمتہ اللہ علیہ" کہنے لگے ہیں۔ محمود الحسن قریشی کا کہنا تھا کہ خالد شبیر کے شعری تیور بگڑے ہوئے نہیں "سنورے" ہوئے ہیں۔ بقول خود

جانے کیا بات کرتے ہو خالد؟
جانے کیا واردات دیکھی ہے؟

یعنی خالد شبیر۔ واردات کرنے کی بجائے، واردات دیکھنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ ذوالکفل بخاری نے کہا کہ خالد

شبیر کی شاعری ایک خاص معیار اور ایک خاص تہذیبی رچاؤ کی شاعری ہے۔ ان کے الفاظ و تراکیب میں رمز و ایما، اشارہ و کنایہ، تلمیح و تمثیل اور تخصیص و تعمیم کی کاری گری کار فرما ہے۔ اور ان کی غزل سادگی و پرکاری اور بے خودی و ہوشیاری سے عبارت ہے۔ ان کی تخلیقی شخصیت، انفعالیت سے نہیں، فعالیت اور فاعلیت سے عبارت ہے۔ کیونکہ وہ حریت فکر کے علم بردار ہیں۔ دینی و ملی اقدار و روایات کا احیاء اور اشاعت ان کا نظریۂ فن ہے۔ ڈاکٹر محمد امین نے کہا کہ خالد شبیر کی کامیاب شعر گوئی، باعث حیرت بھی ہے اور باعثِ مسرت بھی! ان کے کلام کے فن اور معنوی محاسن، پورے دیوان میں تنوع اور توانائی کے ساتھ جلوہ گر ہیں۔ غزل کے آہنگ زار میں ان کی آواز یقیناً ایک توانا اور ایک منفرد آواز ہے۔ جناب اسلم انصاری نے کہا کہ خالد شبیر احمد کا شعر گوئی کی طرف آنا بالکل ایسا ہے جیسے کوئی جھرنا، کوئی چشمہ..... خاموش پتھروں میں سے اچانک پھوٹ پڑے۔ خالد شبیر کے اسلوبِ شاعری پر بھی یہ مثال صادق آتی ہے۔ خالد شبیر، سیاسیات کے کامیاب استاد رہے ہیں سیاسی افکار میں انہوں نے عمر بھر مجلس احرارِ اسلام کی استعمار دشمنی اور حمیت دینی کو حرزِ جاں رکھا ہے۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری علیہ الرحمۃ، خالد شبیر کی آئیڈیل شخصیت ہیں اور انہوں نے امیر شریعت سے براہ راست کسب فیض کیا ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ خطابت و ادبیت غیرت و شجاعت اور دانش و فراست خالد شبیر کی شخصیت کا حصہ ہیں۔ ان کی شاعری میں روایت کا پاس و لحاظ اور بعض یکسر جدید رویّوں کے اخذ و قبول کی ہنر مندانہ استعداد بیک وقت ظاہر ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالرؤف شیخ (صدر شعبۂ اردو، زکریا یونیورسٹی) نے کہا کہ خالد شبیر صاحب میرے اور ڈاکٹر انوار احمد کے کالج کے زمانے کے استاد ہیں اور ان کی شفقت و محبت کے نقوش آج بھی میرے ذہن میں تازہ ہیں۔ ان کے اکل کھرے پن، عمل پسندی، حق گوئی و بے باکی، خورد نوازی، اور سب سے بڑھ کر ان کی "احراریت" نے ہمیشہ کے لئے ہمیں ان کا گرویدہ کر دیا۔ ڈاکٹر محمد اکرم چودھری نے کہا کہ خالد شبیر کی شہرت و نیک نامی بہت سے علمی حوالوں سے رہی ہے۔ شاعری، ایک تازہ اور خوشگوار حوالہ ہے۔ نقادانِ فن کی رائے ان کے فن اور اسلوب کے بارے میں بہت اچھی ہے۔ میں نقاد تو نہیں ہوں لیکن ذاتی طور پر ان کی شاعری مجھے بہت بھائی ہے۔

پروفیسر خالد شبیر احمد نے کہا کہ احباب نے میرے بارے میں بہت محبت اور فیاضی کے ساتھ اظہار خیال کیا ہے۔ میں نے تو زندگی اور نظریۂ زندگی کے ساتھ اپنی COMMITMENT کا تقاضا سمجھ کر شاعری کی ہے اور ردّ و قبول کے خوف و طمع سے بالاتر ہو کر! پھر صاحبِ تقریر نے اپنی غزل بھی کی۔ چند شعر دیکھئے.....

سب حُسنِ کائنات ہے اپنے وجود سے
منظر حسین لگتے ہیں دل کی کشود سے

بقیہ ص ۶۱ پر دیکھیں

سید ابوذر بخاریؒ

ساقی

نوا پیرا باندازِ دگر مزدور ہے ساقی
خمارِ نغمہ زائی سے چمن مسحور ہے ساقی

بپا ہے زلزلۂ غربت کی دہشت سے بھی ایواں میں
کہ شاہیں کے مقابل جرأتِ عصفور ہے ساقی

فرنگی کا تمدن ہو کہ یا تہذیب منگولی
وہ ہے شہ پرِ عزازیلی - یہ مکر و زور ہے ساقی

جو ہو کونین پر حاوی نظامِ صالح الفطرۃ!
ترا قانون ہے ساقی ترا دستور ہے ساقی

سنانے ہم جسے اس منتظرِ دنیا کو اٹھے ہیں
ترا پیغام ہے ساقی ترا منشور ہے ساقی

نہ ذوقِ جاں سپاری، سرفروشی جذب الفت میں
نہ وہ دار و رسن باقی نہ وہ منصورؒ ہے ساقی

مؤثر ہو گیا آخر فسونِ تہذیب مغرب کا
مقدر نارسا، تدبیر بھی معذور ہے ساقی

حرم کی پاسبانی کا شرف تھا کل جسے حاصل
وہ ملّت آج خشمِ دیر سے مقہور ہے ساقی

زمانہ بن چکا تفسیر "کَادَ الْفَقْرُ کُفْرًا" ــــ کی
شرافت سرنگوں - اور سفلگی مغرور ہے ساقی

نظامِ جبر و استبداد کے یہ سب کرشمے ہیں
جسد پابند تھا - اب روح بھی مجبور ہے ساقی

عطا ہو فکرِ بوذرؓ - جذبۂ فاروقؓ پھر ہم کو
تجھی سے یہ دعا بندۂ مزدورؔ ہے ساقی

اگر تیرا غضب ہو شہر بھی شکل بیاباں ہے!
اگر تیرا کرم ہو مجرم بھی مشکور ہے ساقی

نہیں ہے جام شیریں - نہ سہی ہم دُرد پی لینگے
ہمیں تو تیری خوشنودی فقط منظور ہے ساقی

مگر اک التجا ہے بند نہ ہو فیضِ میخانہ!
کہ یہ وجہِ سکونِ خاطرِ رنجور ہے ساقی

بہت کچھ ہو چکی اب دین کی تذلیل و پامالی!
سراپا زخم ہے دل - اور جگر ناسور ہے ساقی

کرم فرما بسوزِ دل اثر از من نمی آید
بجز درماندگی چیزے دگر از من نمی آید

عکس سرورق، سہ روزہ "مزدور" ملتان، جلد ۱ شمارہ ۱ — ۱۰ر شعبان ۱۳۷۱ھ مطابق ۵ مئی ۱۹۵۲ء
زیرِ ادارت، سید ابوذر بخاریؒ

سید عطاء المحسن بخاری

داغ

ڈیرے جما کے بیٹھ گئی پستی مکان میں
تقسیم ہو گئی مری ہستی مکان میں
خوف و ہراس، وحشت و دہشت ہے شہر میں
تم نے بسیرا کر لیا اونچے مچان میں
شہر پناہ مشرق و مغرب سے ہل گئی
جانِ پدر ، اے جانِ زر ہو کس دھیان میں

سنبھلو! کہ چاروں طرف سے یہ غُل ہوا
پکڑو پکڑ لو وہ رہا اس مکان میں
دیکھو چمن کو یوں نہ لتاڑو اے ظالمو!
پتھر، شجر کو پھول کو لے لو امان میں

بستے ہیں جیسے لوگ بھی اپنے ہی شہر میں
مجھ کو بھی رہنے دے میرے چھوٹے مکان میں
دنیا ترے لئے ہے قیادت ترے لئے
عقبیٰ مرے لئے ہے مرے اس مکان میں

☆☆☆

سید کاشف گیلانی

مولانا

یہ مسجد یہ قبا یہ ریش یہ دستار مولانا
یہ ماتھے پر ترے محراب کے آثار مولانا

ہماری داستانِ خونچکاں بھی بیچ دی تو نے
لگائیں قہقہے تجھ پر نہ کیوں اغیار مولانا

زنانِ بے خرد کی نوکری توبہ معاذ اللہ
غلامی کر نہیں سکتا کوئی احرار مولانا

خدا جانے تمہارے درمیاں سودا ہوا کیسا
کہ تو سرکار سے خوش تجھ سے ہے سرکار مولانا

زیادہ نہ سہی کچھ شرم اپنے باپ کی کرلو
پلٹ کر دیکھ لو اس شخص کا کردار مولانا

لہو درکار ہے اسلام کی بنیاد کو ناداں
تمہارے ہاتھ میں نہ تیر نہ تلوار مولانا

اُمورِ خارجہ نے داخلہ کو کر دیا تلپٹ
ترے ہوتے ہوئے یہ کفر کی یلغار مولانا

یہ مانا دولتِ دنیا بڑی مشکل سے ملتی ہے
مگر ہے آخرت تو اس سے بھی دشوار مولانا

تمہاری زندگی کا ایک اِک لمحہ عیاں ہو گا
تمہارے بعد ہوں گے کاشف الاسرار مولانا

بوجھو تو جانیں!

یہ ہر تعریف سے بالا کروں تعریف کیا ان کی
خدا کا دیں غلام ان کا سیاست داشتہ ان کی

جفاکاروں کی دنیا میں بہت ہی نام ہے ان کا
بڑی توقیر کرتے ہیں وفا ناآشنا ان کی

انہوں نے بھی وہ اولاد علیؑ پر ظلم توڑے ہیں
بہت ممنون و شاکر ہے زمینِ کربلا ان کی

یہ دیگر بات ہے مشکوک انکی پارسائی ہے
بڑی تعظیم کرتے ہیں بہت سے پارسا ان کی

وراثت میں ملی جاگیر بھی ان کو سیاست بھی
نہ کوئی ابتدا ان کی نہ کوئی انتہا ان کی

حکومت کے مخالف ہیں حکومت میں بھی بیٹھے ہیں
سیاست کب سمجھ پائے گی عقلِ نارسا ان کی

بہت شہرہ ہے انکی خدمتوں کا ان کے ڈیرے میں
کئی اک مینجھوں کی شکل پر پڑھ لو کتھا ان کی

ابھی کیا کچھ دکھائے گا سیاسی ارتقا ان کا
سیاست ان کی بے شرمی ہے دولت رہنما ان کی

کوئی دن صبر کر لینا مناسب ہے تمہیں کاشفؔ
قیامت میں خبر لیں گے حبیبِ کبریا ان کی

بقیہ از ص ۵۷

جو رمزِ لا الٰہ سے واقف نہیں ہے دل!
کچھ بھی نہ پا سکے گا، رکوع و سجود سے
گنبد میں اپنی ذات کے گم ہو گئے ہیں لوگ
کیسا ہوا ہے سانحہ شوقِ نمود سے
ہم پر ہی ہو سکا نہ عیاں راز آج تک
شعلے سے دود بنتا ہے یا شعلہ دود سے
کیونکر شعور ذات ہو ایسے میں جبکہ ہم
باہر نہیں ہیں جھانکتے، اپنے وجود سے

آخر میں صدرِ تقریب ارشد ملتانی نے کہا کہ خالد شبیر کے موضوعات، ان سے غزل گوئی کی بجائے نظم گوئی کا تقاضا کرتے ہیں۔ انہیں حمد و نعت اور موضوعاتی نظموں پر زیادہ توجہ دینی چاہیئے۔

جامع مسجد ختم نبوت (دار بنی ہاشم ملتان) کی تعمیر

جامع مسجد ختمِ نبوت (مدرسہ معمورہ، دارِ بنی ہاشم ملتان کی بالائی منزل زیرِ تعمیر ہے۔ اخراجات کا تخمینہ چار لاکھ روپے ہے

اہل خیر مسجد کی تعمیر میں نقد یا سامان کی صورت میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر اجر حاصل کریں

* بذریعہ منی آرڈر: سید عطاء المحسن بخاری دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
* بذریعہ چیک یا ڈرافٹ، بنام سید عطاء المحسن بخاری
اکاؤنٹ نمبر 29932 حبیب بینک حسین آگاہی ملتان پاکستان

وفاق المدارس الاحرار پاکستان کے تحت قائم دینی ادارے

مجلس احرا اسلام، دینی انقلاب کی داعی جماعت ہے۔ یہ انقلاب دینی مزاج اور دینی ماحول پیدا کئے بغیر ممکن نہیں۔ موجودہ کافرانہ نظام ریاست جمہوریت اور کافرانہ تہذیب و ثقافت کے خلاف نئی نسل کی ذہن سازی اور تربیت کے لئے مدارس میں ایسا ماحول پیدا کیا جانا از حد ضروری ہے جو دینی انقلاب کی منزل قریب تر کر دے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے مجلس احرار اسلام کے شعبۂ تبلیغ کے زیر اہتمام وفاق المدارس الاحرار پاکستان کے تحت درج ذیل مدارس تعلیم و تدریس میں مصروف ہیں۔

۱	مدرسہ ختم نبوت	مسجد احرار	ربوہ ضلع جھنگ فون: 211523 "(04524)
۲	بخاری پبلک سکول	" "	ربوہ ضلع جھنگ فون: " " "
۳	مدرسہ معمورہ	جامع مسجد ختم نبوت	دار بنی ہاشم، ملتان فون: 511961 (061)
۴	مدرسہ معمورہ	مسجد نور	تغلق روڈ، ملتان
۵	مدرسہ معمورہ	مسجد اسامہ	فاروق پورہ، پرانا شجاع آباد روڈ ملتان
۶	مدرسہ محمودیہ	مسجد المعمور	ناگڑیاں، ضلع گجرات
۷	دار العلوم ختم نبوت	جامع مسجد چیچہ وطنی	فون: 611657 (0445)
۸	احرار ختم نبوت مرکز	مسجد عثمانیہ	ہاؤسنگ سکیم چیچہ وطنی فون: 610955 (0445)
۹	مدرسہ ختم نبوت	مسجد ختم نبوت	شہزاد کالونی صادق آباد
۱۰	مدرسہ ختم نبوت	مسجد ختم نبوت	نواں چوک، گڑھا موڑ ضلع وہاڑی
۱۱	مدرسۃ العلوم الاسلامیہ	جامع مسجد	گڑھا موڑ (وہاڑی) فون: 690013 (0693)
۱۲	مدرسہ ابو بکر صدیق	جامع مسجد ابو بکر صدیق	تلہ گنگ (چکوال)
۱۳	بستان عائشہ (برائے طالبات)		دار بنی ہاشم، ملتان فون: 511356 (061)
۱۴	مدرسۃ البنات (برائے طالبات)		گڑھا موڑ فون: " " "
۱۵	سادات اکیڈمی (برائے طلباء)		دار بنی ہاشم ملتان فون: 511961 (061)
۱۶	مدرسہ احرار اسلام		بستی شام دین (قائم پور)
۱۷	مدرسہ احرار اسلام رحیمیہ		بستی گودڑی (حاصل پور)
۱۸	مدرسہ احرار اسلام		مسجد سیدنا علی المرتضیٰ، چکڑالہ، ضلع میانوالی
۱۹	مدرسہ معاویہ	مسجد معاویہ	جھنگ روڈ، ٹوبہ ٹیک سنگھ
۲۰	مدرسہ معمورہ		بستی مہر پور ضلع مظفر گڑھ

11 ادارے اپنے اخراجات خود برداشت کرتے ہیں جبکہ **9** اداروں کا کفیل وفاق ہے جن میں بامشاہرہ تعلیم و تدریس اور دیگر امور سرانجام دینے والے افراد کی کل تعداد **30** ہے۔ ان کے اخراجات کا سالانہ تخمینہ **15** لاکھ روپے ہے۔ مستقبل کے تعلیمی، تنظیمی، اور تعمیری منصوبوں کی تکمیل پر تقریباً تیس لاکھ روپے خرچ ہوں گے۔ تعاون آپ کریں، دعا اور کام ہم کریں گے، اجر اللہ پاک دیں گے

ترسیل زر کے لئے

بذریعہ منی آرڈر
سید عطاء المحسن بخاری
دار بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان

بذریعہ بینک ڈرافٹ / چیک
اکاؤنٹ نمبر 29932،
حبیب بینک حسین آگاہی ملتان

ایک عظیم خوشخبری

ایک نادر تحفہ

سیدنا معاویہؓ پر

اعتراضات کا علمی تجزیہ

تالیف:

پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی ایم اے

مقدمہ: ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری

ضخامت: ۵۷۶ صفحات

قیمت: ۲۰۰ روپے

وکلائے سبائیت کا مکمل پوسٹ مارٹم

فاتح عرب و عجم، نشان فتح وظفر، مدبر اسلام خال المومنین، کاتب وحی، بانی اسلامی بحریہ، خلیفہ راشد، عادل و برحق امیر المومنین سیدنا معاویہ حلیم و جواد پر ناقدین کی طرف سے اٹھائے گئے اٹھاسی اعتراضات کے، قرآن، حدیث، تاریخ اور اسماء الرجال کی روشنی میں کافی، شافی، مسکت و مدلل جوابات پر مشتمل ایک منفرد، علمی، تاریخی، تحقیقی، فکر انگیز، تہلکہ خیز اور مایہ ناز کتاب جس میں حقائق کو "الم نشرح" اور "اعاظم کاتمین حق" کی نقاب کشائی کے علاوہ یہودیوں، سبائیوں، مجوسیوں رافضیوں اور اہلسنت کا روپ دھار کر رفض پھیلانے والے مذہبی بہروپیوں کی مسموم سازشوں کو طشت ازبام کیا گیا ہے۔

برائے رابطہ:

قاضی چن پیر الہاشمی اکیڈمی، مرکزی جامع مسجد، سیدنا معاویہ چوک حویلیاں ہزارہ

بخاری اکیڈمی، دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

مکتبہ امدادیہ، شیرانوالہ گیٹ، ہری پور ہزارہ

امّت مسلمہ کا حصّہ

کشمیر آگ اور خون میں ڈوبا ہوا ہے

مظلوم

بھارتی درندہ صفت فوج سے نجات کیلئے اہل کشمیر کی پکار سنو!

مسعود

کشمیری مسلمانوں کی آزادی اور تکمیلِ پاکستان کیلئے

کشمیریوں کی مدد آپ پر فرض بھی اور قرض بھی

بے آنچل مائیں، بے سہاگ بہنیں، اُنکے شہید بھائی
آگ میں جھلسے ہوئے معصوم بچے اور اپاہج بوڑھے

آپکو پکار رہے ہیں

- غازیوں کو ہتھیاروں کی فراہمی!
- مجاہدین کی روزہ مرّہ ضروریات!
- شہداء کے ورثا اور یتیموں کی کفالت!
- بارڈر پر بے یارو مددگار مہاجرین کو بنیادی ضروریاتِ زندگی کی فراہمی!
- اپاہج، زخمی اور معذور افراد کے علاج معالجہ کی ضروریات!
- مسئلہ کشمیر کو عالمی سطح پر اُجاگر کرنے کے لیئے

مجاہدین کشمیر کو آپ کے جانی ومالی اور اخلاقی تعاون کی اشد ضرورت ہے

آئیے آگے بڑھیئے اور اجر کمائیے

براہ راست تعاون کیلئے

بنام: امیر المجاہدین مولانا مفتی بشیر احمد کشمیری اکاؤنٹ ۱۹۵/MCB لوئر چھتر مظفر آباد آزاد کشمیر

شعبہ نشر واشاعت ○ **جمعیۃ المجاہدین** (عالمی) جموں وکشمیر

باذوق قارئین کے مطالعہ کے لئے

نئی کتابیں

★ "پاکستان کیا ہوگا"

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی پاکستان کے بارے میں دو تقاریر کا مجموعہ۔ (قیمت =/10 روپے)

★ افکارِ شیعہ

مولانا سعید الرحمن علوی مرحوم (قیمت =/150 روپے)

★ واقعہ کربلا اور مراسم عزاء

(مولانا سعید الرحمن علوی مرحوم، قیمت =/80روپے)

★ سیدنا مروان بن حکم رضی اللہ عنہ

(حکیم محمود احمد ظفر، قیمت =/10 روپے)

★ دین میں صحابہ کا مقام اور حیثیت

(سید عطاء المحسن بخاری، قیمت =/10 روپے)

بخاری اکیڈمی، دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان کا

تاریخ ساز

امیرِ شریعت نمبر

اردو زبان کے سب سے بڑے خطیب کے سوانح و افکار

ایک تاریخ • ایک دستاویز • ایک داستان • خاندانی حالات

سیرت کے مجلا اوراق • خطابتی معرکے • سیاسی تذکرے • بزم سے لیکر رزم

منبر و محراب سے لیکر دار و رسن تک

نصف صدی کے ہنگاموں، جہادی معرکوں، تہذیبی محاربوں، مذہبی سازشوں اور علمی محاذ آرائیوں کی فضا میں ایک آواز ھدایت جو بصیرت، حریت اور بغاوت کا سر چشمہ تھی۔

خوبصورت سہ رنگا سرورق 576 صفحات

قیمت 300 روپے

مستقل سالانہ خریداروں کے لئے خاص رعایت

صرف 200 روپے پیشگی منی آرڈر بھیج کر نمبر حاصل کریں۔

ترسیل زر کے لئے: سید محمد کفیل بخاری

مدیر مسؤل، ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت، دارِ بنی ھاشم مہربان کالونی ملتان۔ فون: ۵۱۱۹۶۱